ہفتہ 22 جنوری 2022ء | 18 جمادی الثانی 1443 ہجری قمری | 22 صلح 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:19

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوۃِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۵۴﴾

(البقرہ: 154)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! (اللہ سے) صبر اور دعا کے ساتھ مدد مانگو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

’’حضرت خباب بن ارتؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی تکالیف کا ذکر کیا۔ آپؐ کعبہ کے سایہ میں چادر کو سرہانہ بنائے لیٹے ہوئے تھے۔ ہم نے عرض کی: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد نہیں مانگتے اور دعا نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ سختی کے یہ دن ختم کردے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے ایسا انسان بھی گزرا ہے جس کے لیے مذہبی دشمنی کی وجہ سے گڑھا کھودا جاتا اور اس میں اسے گاڑ دیا جاتا۔ پھر آرا لایا جاتا اور اس کے سر پر رکھ کر اسے دو ٹکڑے کر دیا جاتا۔ لیکن وہ اپنے دین اور عقیدہ سے نہ پھرتا اور بعض اوقات لوہے کی کنگھی سے مومن کا گوشت نوچ لیا جاتا۔ ہڈیاں اور پٹھے ننگے کر دیے جاتے۔ لیکن یہ ظلم اس کو اپنے دین سے نہ ہٹاتا‘‘

(ماخوذ از صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

فرمان خلیفہ وقت

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے دعویٰ کے بعد ہر قسم کی سختیوں سے گزرنا پڑا لیکن آپ علیہ السلام نے نہ صرف خود ہمیشہ حوصلہ اور صبر کا مظاہرہ کیا بلکہ اپنے اصحاب کو بھی یہی کہا کہ اگر میرے ساتھ منسلک ہوئے ہو تو پھر وہ نمونے قائم کرنے ہوں گے جن کا اسوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا تھا اور جس پر چلتے ہوئے صحابہ رضوان اللہ علیہ السلام نے اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کی تھی

(خطبات مسرور جلد ہشتم صفحہ 605)

نیز فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اپنے آگے صبر و استقامت دکھاتے ہوئے..... جھکائے رکھے اور دعائیں کرنے میں نہ ہم کبھی تھکیں، نہ ماندہ ہوں۔ کبھی صبر کا دامن ہمارے ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ صبر کا مطلب ہی یہی ہے کہ استقلال سے دعائیں کرتے چلے جانا اور جو ہماری ذمہ داریاں ہیں ان سے کبھی پیچھے نہ ہٹنا‘‘

(خطبات مسرور جلد ہشتم صفحہ 627 - 628)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

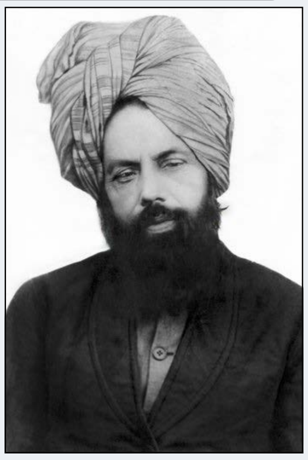

’’جو کچھ ہو رہا ہے۔ ارادہ الٰہی کے موافق ہو رہا ہے۔ضروری تھا کہ یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے ان آثار کی صداقت پر مہر لگا دیتے جن میں لکھا ہے کہ مہدی موعود کے وقت بڑا شور برپا ہوگا اور اس کو سلف و خلف کے عقائد کے خلاف باتیں بنانے والا کہہ کر کافر ٹھہرایا جائے گا۔ اس وقت ہمارے احباب کو ایسا ہی صبر کرنا چاہیے جیسا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحابؓ نے مکہ معظّمہ میں کیا۔ کوئی حرکت ان سے ایسی سرزد نہ ہوئی جو انہیں حکام تک پہنچاتی۔ اس وقت کسی پر بھروسہ نہ کریں کہ فلاں شخص ہماری مدد کرے گا۔ یاد رکھیں اس وقت خداوند جل وعلا کے سوا کوئی ولی و نصیر نہیں‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 382 ایڈیشن 1988ء)

ایک اور جگہ فرمایا:

’’پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے..... وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی وہ آخر فتح یاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

اس شمارہ میں

- بارِ وت عطا کر مجھے بارِ وت عطا کر (منظوم)
- درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے (قسط نمبر 2)
- عہد وفائے خلافت اور استحکام خلافت کے 15 طریق
- ایک تھی بشریٰ

دربارِ خلافت

خدا کی قسم اُس نے ابوبکر، عمر اور عثمان ذوالنورین کو اسلام کے دروازے اور خدائی فوج کے ہراول دستے بنا دیا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ: ’’حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درجہ جانتے ہو کہ صحابہ میں کس قدر بڑا ہے؟ یہاں تک کہ بعض اوقات اُن کی رائے کے موافق قرآنِ شریف نازل ہو جایا کرتا تھا اور اُن کے حق میں یہ حدیث ہے کہ شیطان عمر کے سایہ سے بھاگتا ہے۔ دوسری یہ حدیث ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ تیسری یہ حدیث ہے کہ پہلی اُمّتوں میں محدّث ہوتے رہے ہیں اگر اس امّت میں کوئی محدّث ہے تو وہ عمرؓ ہے‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 219)

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’عمر رضی اللہ عنہ کو بھی الہام ہوتا تھا۔ انہوں نے اپنے تئیں کچھ چیز نہ سمجھا‘‘ (الہام ہوتا تھا کہ مَیں کچھ بن گیا ہوں تو پھر بھی اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھا) ’’اور امامتِ حقّہ جو آسمان کے خدا نے زمین پر قائم کی تھی، اُس کا شریک بننا نہ چاہا۔‘‘ (یعنی کہ جو مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مل گیا تھا، یہ نہیں کہ الہام ہو گیا تو اُن کا شریک بننے لگ گئے) ’’بلکہ ادنیٰ چاکر اور غلام اپنے تئیں قرار دیا۔ اس لئے خدا کے فضل نے اُن کو نائبِ امامت حقّہ بنا دیا‘‘ (یعنی خلافت کی خلعت سے نوازا۔)

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 473-474)

پھر ’حِجّۃ اللہ‘ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں۔ عربی کا ترجمہ یہ ہے کہ: ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسایہ میں دو ایسے آدمی دفن کئے گئے ہیں جو نیک تھے، پاک تھے، مقرب تھے، طیّب تھے اور خدا نے اُن کو زندگی میں اور ان کی وفات کے بعد اپنے رسول کے رفقاء ٹھہرایا‘‘۔ (یعنی وفات کے بعد بھی ساتھ ہی، قریب ہی دفن ہوئے) ’’پس رفاقت یہی رفاقت ہے جو اخیر تک نبھی اور اس کی نظیر کم پاؤ گے۔ پس اُن کو مبارک ہو جو اُنہوں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ زندگی بسر کی اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شہر میں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جگہ خلیفے مقرر کئے گئے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کنار روضہ میں دفن کئے گئے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مزار کے بہشت سے نزدیک کئے گئے اور قیامت کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ اُٹھائے جائیں گے‘‘

(حجۃ اللہ، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 183)

پھر ’’سِرّ الخلافۃ‘‘ کا ایک حوالہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اس کا ترجمہ یہ ہے کہ: ’’میرے ربّ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیک اور ایمان والے تھے اور اُن لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا اور اپنی عنایات کے لئے مخصوص کر لیا۔ ... خدا کی قسم اُس نے ابوبکر، عمر اور عثمان ذوالنورین کو اسلام کے دروازے اور خدائی فوج کے ہراول دستے بنا دیا ہے‘‘

(سِرّالخلافۃ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 326-327)

پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’آپ بڑے متقی اور پاک صاف تھے اور اُن لوگوں میں سے تھے جو خدائے رحمان کے سب سے پیارے اور اچھے خاندان والے تھے اور زمانے کے سرداروں میں سے تھے۔ غالب خدا کے شیر اور مہربان خدا کے نوجوان تھے۔ بہت سخی اور صاف دل تھے۔ آپ وہ منفرد بہادر تھے جو میدانِ حرب میں اپنی جگہ سے نہیں ہٹتے تھے خواہ آپ کے مقابل دشمنوں کی ایک فوج ہی کیوں نہ ہوتی۔ آپ نے کسمپرسی کی زندگی بسر کی اور پرہیزگاری میں اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ آپ مال و دولت عطا کرنے والے، ہمّ و غم دور کرنے والے اور یتیموں، مسکینوں اور پڑوسیوں کی دیکھ بھال کرنے والے پہلے شخص تھے اور مختلف معرکوں میں آپ سے بہادری کے کارنامے ظاہر ہوتے تھے‘‘۔ (یہ نہیں کہ صرف یہی پہلے شخص تھے مطلب یہ کہ اُن کا بہت اچھا بڑا مقام تھا) ’’مختلف معرکوں میں آپ سے بہادری کے کارنامے ظاہر ہوتے تھے اور آپ تلوار اور نیزہ کی جنگ میں عجائب باتوں کے مظہر تھے اور اس کے ساتھ ہی آپ شیریں بیان اور فصیح اللسان تھے‘‘۔ (یعنی تقریر میں ایسی فصاحت و بلاغت تھی کہ جس کی کوئی مثال عام آدمیوں میں نہیں)۔ ’’اور آپ کا کلام دلوں کی تہ تک اتر جاتا تھا۔ آپ اپنے کلام کے ذریعہ سے ذہنوں کے زنگ دور کرتے اور اُسے دلیل کے نور سے منور کر دیتے تھے۔ آپ ہر قسم کے اسلوب سے واقف تھے اور جو کوئی کسی معاملے میں صاحبِ فضیلت ہوتا تھا وہ بھی آپ کی طرف مغلوب کی طرح معذرت کرتا ہوا آتا تھا۔ آپ ہر خوبی اور فصاحت و بلاغت کے طریقوں میں کامل تھے اور جس نے آپ کے کمال کا انکار کیا تو وہ گویا بے حیائی کے رستے پر چل پڑا۔ آپ مجبور کی ہمدردی پر ترغیب دلاتے تھے اور ہر قناعت کرنے والے اور پیچھے پڑ کر مانگنے والے کو کھانا کھلانے کا حکم دیتے تھے۔ (یعنی قناعت کرنے والے کا خیال بھی رکھتے تھے، جو نہیں بھی مانگنے والا اور جو مانگنے والا ہے چاہے وہ ضدی مانگنے والا ہی ہو اُس کا خیال بھی رکھتے تھے۔) آپ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں میں سے تھے۔ اسی طرح آپ کاسۂ فرقان سے دودھ پینے میں سبقت لے جانے والوں میں سے تھے۔ آپ کو قرآنِ کریم کے دقیق نکات کی معرفت کا عجیب فہم حاصل ہوا تھا‘‘ (جو قرآنِ کریم ہے، اُس کا جو علم ہے وہ علم کا ایک روحانی دودھ ہے، اُس میں آپ بہت بڑا فہم و ادراک رکھنے والے تھے)۔

(سِرّالخلافۃ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 358-359)

(خطبہ جمعہ 23/ نومبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ہاروت عطا کر مجھے ماروت عطا کر

ہاروت عطا کر مجھے ماروت عطا کر
جالوت مقابل ہے تو طالوت عطا کر

فرعون کی غرقابی کا نظارہ دکھا دے
طوفان میں تائید کا تابوت عطا کر

میں تُرش یزیدوں کے مقابل پہ کھڑا ہوں
کچھ ان کو بھی کردار کے شہتوت عطا کر

گر ان کے مقدر میں نہیں کوئی بھلائی
ان بھوتوں کو ان جیسے ہی پھر بھوت عطا کر

اے خالق عرش بریں! اے رزق کے مالک!
کنعان، مدینہ، کوئی بیروت عطا کر

اور نوح کی کشتی میں ہر اک فرد کو یارب
ایمان کے لعل، عشق کے یاقوت عطا کر

ناسوتی حجابوں کو ہٹا پیار سے پیارے!
عارف کو بھی پرواز کے لاہوت عطا کر

عبدالسلام عارف

اداریہ

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

قسط نمبر 2

خاکسار کا ایک اداریہ بعنوان ’’درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے‘‘ روزنامہ الفضل آن لائن، لندن کی اشاعت 17جنوری 2021ء میں شائع ہوا تھا۔ اس اہم موضوع کا زیادہ تر محور اسلام اور اس کی حسین تعلیمات تھیں اور اس نفس مضمون سے یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ دنیا کے تمام مذاہب اور ادیان میں ’’دین اسلام‘‘ ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی متوازن اور ہر شعبہ زندگی میں مستعمل مکمل تعلیمات کی وجہ سے دوسرے ادیان سے اعلیٰ اور ممتاز ہے۔ اور اپنی اکمل و اتم شریعت کی وجہ سے پر امن مذہب کہلاتا ہے۔ باوجود دنیا بھر میں نام نہاد ملاؤں اور ان کے پیچھے اندھی تقلید کرنے والے مسلمانوں کی طرف سے اسلامی عقائد کے برخلاف نفرت، جھوٹ، توڑ پھوڑ، جلاؤ گھیراؤ، شہروں کو زبردستی بند کرنے اور دہشت گردی کے واقعات آئے روز ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن دنیائے عالم ان تکلیف دہ اور افسوسناک واقعات کے باوجود ’’دین اسلام‘‘ پر انگلی نہیں اٹھاتی وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ اسلام امن اور شانتی کا مذہب ہے اور اس کے بانی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی امن کے علمبردار تھے اور اسی امن کو قائم کرنے کی نصیحت بھی کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نبی محترمؐ کی بابرکت شخصیت کو اسی لیے تخلیق فرمایا تھا کہ اپنے اور غیر آپ کے نمونے کو اپنائیں اور ان کی تقلید کرتے ہوئے پُر امن ماحول قائم کریں۔ رحمۃ اللعالمینؐ نے وحشیوں کو انسان اور انسانوں کو باخدا اور پھر خدا نما بنا دیا، یہ اس لئے ممکن ہوا کہ آپ خلق عظیم کے پیکر اور اخلاق حسنہ کے اعلیٰ ترین معیار پر قائم تھے کیونکہ پھل اپنے درخت سے پہچانا جاتا ہے۔

آج اس اداریہ میں اسلام کی حقیقی تعلیم کو ماننے والے ایسے فدایان کا ذکر ہوگا۔ جنہوں نے مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اقتداء میں اسلام کے عَلَم کو بلند رکھا اور ’’صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا‘‘ کا لقب حاصل کرنے والے بن گئے۔ اور وہ آج بھی اپنے خوشبودار اور میٹھے پھلوں سے پہچانے جاتے ہیں۔

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے الفاظ ہیں جو لوقا انجیل باب 6، آیت 44 میں درج ہیں۔ اور یہ حقیقت سب کو معلوم ہے کہ اللہ کی وسیع و عریض زمین پر ہزاروں اقسام کے درخت، پودے، فصلیں اور جڑی بوٹیاں اگتی نظر آتی ہیں۔ ان پر جو بھی پتے، پھول اور پھل لگتے ہیں۔ ان سے ان درختوں اور پودوں کی پہچان ہوتی ہے۔ ویسے تو علم نباتات سے آشنائی رکھنے والوں کو پودے کی ساخت، شکل و صورت اور اس کے پتوں سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ کون سا پودا ہے، اس کی کیا کیا خصوصیات ہیں اور یہ کتنی عمر کا ہے۔ مگر ہم اپنے گھروں میں اکثر یہ دیکھتے ہیں کہ پودا لا کر کوئی لگایا۔ مگر وہ نکلا کوئی اور۔ جب اس نے پھل دیا تو تب جا کر اس کے نام کا اندازہ ہوا۔ کسی شاعر نے اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے۔

ؔ کسان کو اِک نظر دیکھو خدارا
جو بوتا ہے اس کو کاٹتا ہے
ؔ نہیں لگتے کبھی کیکر کو انگور
نہ حنظل میں کبھی خرما لگا ہے

روحانی دنیا میں بھی ایک مومن کو پھلدار درخت قرار دیا گیا ہے اور مذہب و دین کو باغ کہا جاتا ہے۔ ایک مومن اس جستجو میں رہتا ہے کہ میرے عمل عین اسلامی تعلیم کے مطابق ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے پوچھا تو آپؓ نے فرمایا

کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآن

(مسلم کتاب الصلوۃ)

کہ آپؐ کے اخلاق، آپؐ کا کردار، آپؐ کا اٹھنا بیٹھنا عین قرآنی تعلیم کے مطابق تھا۔ یعنی اگر قرآن کریم کی عملی تصویر کسی نے دیکھنی ہو تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات پاک کو دیکھ لے۔ آپؐ کے شمائل و کردار کو پڑھ لے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

’’اچھے درخت کو کئی طرح پہچان لیتے ہیں۔ پتوں سے بھی شناخت کر لیتے ہیں۔ میں نے ایک بار الائچی کا درخت انبالہ میں دیکھا اور ایک پتا اس کا لے کر سونگھا تو اس میں الائچی کی خوشبو موجود تھی اگرچہ ابھی اس کے تین درجہ باقی تھے مگر خوشبو موجود تھی‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 240 ایڈیشن 2016ء)

اس سلسلہ میں خاکسار سلسلہ تحریر کو قسط اوّل کے ان الفاظ سے شروع کرتا ہے۔

’’کلمہ طیبہ سے ایک مراد وہ مومن بھی لئے جاتے ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰؐ پر کامل ایمان لائے اور آج دنیا بھر میں پھیلے ہوئے احمدیت کے جال کے ذریعے کلمہ حق پڑھ کر اسلام میں داخل ہوتے ہیں اور صحابہؓ کا روپ دھارتے ہیں۔ ان کی زبانیں پاک اور ان کے اعمال ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند آتے اور درجہ مقبولیت پاتے ہیں۔ یہ لوگ آج اس قرآنی آیت وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا کے حقیقی مصداق نظر آتے ہیں۔

یہی وہ خوش نصیب لوگ ہیں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اے میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! کے الفاظ سے پکارا ہے۔ یہاں یہ امر ذہن میں رہے کہ اس جگہ آپؑ نے ٹہنی کا لفظ استعمال نہیں فرمایا۔ شاخ کا لفظ استعمال فرمایا جو زندہ رہتی ہے اور اصل یعنی جڑ سے جُڑی رہ کر خوراک لیتی، سرسبز رہتی اور پھل دیتی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اَصۡلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرۡعُهَا فِی السَّمَآءِ ﴿۲۵﴾ تُؤۡتِیۡۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِیۡنٍۭ بِاِذۡنِ رَبِّهَا ؕ

حضرت مصلح موعودؓ اس آیت کی تفسیر کے تحت ’’حاشیہ‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں۔

’’اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام کا جو شجر طیبہ ہے اس میں ہمیشہ خدا رسیدہ لوگ پیدا ہوتے رہیں گے۔‘‘

آئیں! اس پیمانہ سے جماعت احمدیہ کے افراد کو ماپتے ہیں۔ تو دشمن، معاند، ملکوں کے سربراہ اس امر کا اعتراف کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ احمدی پر امن قوم ہے۔ یہ لوگ ہم سے بہت بہتر ہیں۔ آج کل تو سوشل میڈیا پر مولوی بھی اس بات کے معترف نظر آتے ہیں کہ احمدی نمازوں میں، عبادات میں اور معاشی و دنیاوی زندگی میں ہم سے بہتر ہیں بلکہ بسا اوقات یہ بھی سننے کو ملتا ہے کہ وہ ہم سے بہتر مسلمان ہیں۔ پاکستان جہاں احمدیوں کی دنیا بھر سے زیادہ مخالفت ہے وہاں یہ آوازیں سننے کو ملتی ہیں کہ احمدی رشوت نہیں لیتے، احمدی جھوٹ نہیں بولتے، احمدی ملکی اموال میں خرد برد نہیں کرتے، احمدی دفاتر میں بھی نمازیں پڑھتے ہیں، وقت پر آتے ہیں، با اخلاق ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ جب 1974ء کی قومی اسمبلی میں تشریف لے گئے تو آپ کے ٹھیٹھ اسلامی لباس اور انداز گفتگو کو دیکھ کر اکثر سیاستدان کہہ اٹھے تھے کہ یہ شخص غیر مسلم نہیں ہو سکتا۔ سرکاری دفاتر میں احمدیوں کی ایک اچھی Reputation ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مخالفین یہ اکثر کہا کرتے تھے کہ آپؐ جھوٹ نہیں بولتے۔ آپؐ ہیں تو سچے مگر آپؐ کی تعلیم پر دل نہیں ٹھہرتا۔ اسی طرح آج احمدیوں کے متعلق یہ کہا جاتا ہے۔ آدمی تو بہت اچھا ہے، پر ہے قادیانی (احمدی)۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی اچھے انداز کی وجہ سے یہی پہچان ہر احمدی کی ہے دنیا بھر میں خواہ وہ افریقن ہو، خواہ وہ ایشین ہو، خواہ وہ عرب ہو، خواہ وہ یورپین یا مغربی دنیا کے کسی ملک سے احمدی ہوا ہو، نیز خواہ وہ آسٹریلین، جاپانی یا کسی قوم سے تعلق رکھتا ہو وہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے توسط سے سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا روحانی تعلق جوڑ لیتا ہے تو اس کے اندر نمایاں تبدیلیاں نمودار ہونے لگتی ہیں۔ اس کے چہرے کے نقوش سے اندازہ ہونے لگتا ہے کہ یہ احمدی ہے۔

ہم کچھ لوگ 2003ء میں ایک دن جرمنی کے ایک پہاڑی سلسلہ میں سیر و سیاحت کے لئے گئے ہوئے تھے۔ وہاں ایک پگڈنڈی سے ایک مرد عورت کا جوڑا نمودار ہوا۔ میرے کزن نے انہیں دیکھ کر کہا کہ یہ احمدی لگتے ہیں۔ اتنے میں اس جوڑے نے چلتے چلتے قریب پہنچ کر ہمیں اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ کہا۔ گویا انہوں نے بھی ہمارے اسٹائل سے اندازہ لگا لیا کہ ہم احمدی ہیں۔ اور وہ جوڑا سری لنکن تھا۔ ان کے چلے جانے کے بعد میں نے اپنے کزن سے پوچھا کہ آپ کو اتنی دور سے ان کے احمدی ہونے کا اندازہ کیسے ہوا۔ کزن نے جواباً کہا کہ ان کے لباس اور چلنے کے انداز سے، میں نے ان کے احمدی ہونے کا خیال کیا تھا۔

پاکستان میں جب ایک مولوی گھرانے کے چشم و چراغ نوجوان نے بیعت کر لی تو کچھ عرصہ بعد احمدی ہونے کا اعلان کرنے پر اس کے سسرال والے اپنی بچی کو اپنے ساتھ واپس لے گئے۔ اس بچی نے اپنے والدین سے شکوہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ کیوں مجھے واپس لائے ہیں۔ میرے خاوند نے گو اب بیعت کا اعلان کیا ہے۔ لیکن مجھے لگتا ہے کہ وہ قریباً تین سال قبل احمدی ہو چکا تھا۔ کیونکہ گزشتہ تین سالوں سے اس کے اندر نمایاں تبدیلیاں نظر آ رہی تھیں۔ وہ اب مجھ پر سختی نہیں کرتا۔ میرے پر ہاتھ نہیں اٹھاتا۔ فجر کی نماز گھر میں باجماعت کروانے کے بعد قرآن کریم کا درس دیتا ہے جس سے میری اور میرے بچوں کی اچھی تربیت ہو رہی ہے۔

الغرض دنیا بھر میں پھیلے احمدی پرندوں کی بولیاں مختلف ہیں، چہرے اور حلیے مختلف ہیں۔ کالے، سفید اور گندمی رنگت کے ہیں۔ مگر ایک ایسے درخت پر بسیرا کر رہے ہیں جن کے پھل سے فائدہ اٹھا کر ان کے مزاج ایک جیسے ہو چکے ہیں۔ ان کی اقدار یکساں نظر آتی ہیں۔ ان کے اعمال سانجھے نظر آتے ہیں۔ کیونکہ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

اچھا انسان وہ ہے جس کو ثابت نہ کرنا پڑے کہ میں ایسا ہوں بلکہ اس کا کردار اس کے اچھے ہونے کی گواہی دے۔ بالکل اسی طرح یہ بھی کہا گیا ہے کہ انسان ہمیشہ اپنے دوست سے پہچانا جاتا ہے اور بہترین انسان اپنے عمل سے پہچانا جاتا ہے۔، جس طرح درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔

مکرمہ امتہ الباری ناصر آف امریکہ نے اس مضمون کو اپنے منظوم کلام میں یوں ڈھالا ہے۔

ؔ ہم شاخیں درخت وجود کی ہیں، سر پر ہے خلافت کا سایہ
افسوس ہے اُن کی حالت پر جو تپتی دھوپ میں جلتے ہیں
ؔ ہم بندھ گئے ایسے رشتے میں جو سب رشتوں سے پیارا ہے
دنیا میں جہاں بھی احمدی ہیں سب اپنے اپنے لگتے ہیں

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ خلافت کے گھنے اور ٹھنڈے سایہ میں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(ابو سعید)

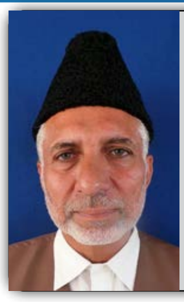

عبدالسمیع خان۔ استاد جامعہ احمدیہ گھانا

نظام خلافت کے استحکام کے 14 طریق

27 مئی 2008ء کو جماعت احمدیہ نے خلافت کے 100 سال پورے ہونے پر اپنے مقدس امام کے ہاتھ پر خلافت سے ہمیشہ وابستہ رہنے اور اشاعت اسلام میں سرگرم رہنے کا عہد کیا۔ یہ تاریخ عالم کا ایک عظیم اور منفرد دن تھا۔ جب 200 ملکوں کے احمدیوں نے بیک وقت کھڑے ہو کر یہ عہد دہرایا۔ کہیں صبح کا وقت تھا کہیں دوپہر کہیں شام اور کہیں رات کا اندھیرا مگر خلافت کا اجالا دنیا میں ہر جگہ پھیل رہا تھا اور اخلاص اور محبت کی شعاعیں شمال اور جنوب اور مشرق اور مغرب کو منور کر رہی تھیں۔

اب سوال یہ ہے کہ ہم نے اس عہد کو کیسے نبھانا ہے اور اس سے اپنا عشق کیسے ہمیشہ تازہ رکھنا ہے۔ کس طرح اس کو دلوں میں زندہ رکھنا ہے کہ ہماری نسلوں کو بھی اس سے عشق ہو جائے اور وہ اس کی پاسداری کرتی رہیں۔ تو دوستو! ہم نے اس عہد کو اس طرح نبھانا ہے جس طرح رسول کریمؐ کے صحابہ نے عہد باندھے اور پھر ان کو پورا کیا۔ انہوں نے جان مال عزت و آبرو لٹادی مگر اپنے عہد پر کوئی آنچ نہ آنے دی۔

مدینہ سے صحابہؓ نے آکر بیعت میں حصہ لیا اور یہ عہد کیا کہ ہم رسول اللہؐ کی حفاظت جان پر کھیل کر کریں گے۔ اصحاب بدر نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے۔ انہی صحابہ نے حدیبیہ کے وقت عہد کیا ہم جان دے دیں گے۔ مگر محمد رسول اللہؐ کے سفیر کے قتل کا بدلہ ضرور لیں گے۔

اب دیکھئے صحابہ بھیڑ بکریوں کی طرح قربان ہو گئے۔ مرتے ہوئے انہوں نے رسول اللہؐ کو سلام بھیجا اور کہا خدا آپ کی آنکھیں ٹھنڈی رکھے اور قوم کو پیغام دیا کہ ہم جب تک زندہ رہے ہم نے رسول اللہؐ کی حفاظت کی اگر تمہاری زندگی میں ان کو کوئی زخم آیا تو تم خدا کے حضور جوابدہ ہو گے۔ جنگ بدر میں صحابہ نے رسول اللہؐ کے لئے دو اونٹنیاں مخصوص کر دیں اور کہا یا رسول اللہ اگر ہم سب مارے جائیں تو آپ اونٹنی پر مدینہ تشریف لے جائیں۔ ہمارے بقیہ زندہ بھائی آپ کی حفاظت کریں گے۔ جنگ خندق میں ان صحابہ نے پیٹ پر پتھر باندھ کر خندق کھودی۔ جنگ تبوک میں گھر کے سارے سارے مال پیش کر دیئے۔

ایسی ہی قربانیوں کے نمونے حضرت مسیح موعود کے صحابہ نے بھی دکھائے۔ مال مانگا تو چارپائیاں فروخت کر کے سب کچھ لے آئے۔ دعوت الی اللہ کی تحریک کی تو بغیر کاغذات اور پاسپورٹ کے مختلف ملکوں میں نکل کھڑے ہوئے۔ ماریں کھائیں مگر حق کا پیغام سناتے رہے۔ وقف زندگی کی تلقین کی گئی تو خود بھی حاضر ہو گئے۔ بچوں کو بھی وقف کر دیا اور آنے والی نسلوں کو بھی اس کا حصہ بنا دیا۔ مساجد کے لئے تحریک کی گئی تو اپنے گھر بیچ کر خدا کے گھر بنا دیئے۔

استقامت کے وہ نظارے دکھائے کہ لاہور میں چند گھنٹوں میں 86 احمدی شہید ہو گئے۔ مگر کسی کے لب پر کوئی شکوہ، کوئی آہ و بکا نہیں تھی بلکہ توحید کے نعرے اور درود شریف کی آوازیں تھیں اور یہ پیغام بھی کہ اگلے جمعہ کو ہم وہیں کھڑے ہوں گے۔ جہاں ہمارے آباء شہید ہوئے تھے۔ عورتوں اور چھوٹی بچیوں کو حبس دم کر کے مارا گیا مگر ان کے ایمان پر آنچ نہ آئی۔ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب نے جماعت میں شہادت کا جو پودا لگایا تھا وہ بڑی شان سے تناور درخت بن چکا ہے جس کے ہر پتے پر ملکوں ملکوں کی شہادت کی داستانیں رقم ہیں۔

سادہ زندگی کی تحریک ہوئی تو کھانا ایک کر دیا۔ زیور بنانے بند کر دیئے نئے کپڑے بنانا چھوڑ دیئے اور ایسا عمدہ نمونہ دکھایا کہ غیروں نے بھی خراج تحسین پیش کیا۔ وہ جامعہ احمدیہ جس کی بنیاد ایک معمولی کلاس سے ڈالی گئی تھی اب دنیا میں 14 جگہوں پر جگمگا رہا ہے۔ ڈیڑھ ہزار سے زائد طلبہ اس میں پڑھ رہے ہیں اور دنیا فتح کرنے کے لئے تیار ہیں۔

پس عہدوں کی پاسداری اس طرح کی جاتی ہے اور خلافت کی آواز پر اس طرح لبیک کہی جاتی ہے۔ ہم موسیٰ کی قوم کی طرح نہیں حضرت محمد مصطفیٰؐ کے غلام ہیں۔ ہم تو صحابہ رسول کی طرح لبیک کہیں گے۔

نظام خلافت کے استحکام کے 15 طریق

1. خلیفہ وقت سے دلی محبت کرنا ایسی کہ امام وقت اپنی جان، مال اور بیوی بچوں سے بھی پیارا ہو جائے۔
2. امام وقت کے ارشادات کو سننا اور سمجھنا۔ اس زمانہ میں ایم ٹی اے اور اخبارات و رسائل اس کا بہترین ذریعہ ہیں۔
3. پوری طاقت اور صلاحیت سے امام کی آواز پر لبیک کہنا اور ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہنا۔
4. خلیفہ وقت کی ظاہری حفاظت پر مستعد رہنا۔ امت مسلمہ اس بارہ میں غفلت کر کے نتائج بھگت چکی ہے
5. خلیفہ وقت کے لئے درد دل سے دعائیں کرنا، اس کی صحت، عمر اور منصوبوں میں کامیابی کے لئے سجدہ ریز ہونا۔
6. قیام صلوٰۃ اور ادائیگی زکوٰۃ کے مضمون پر دلی توجہ سے عمل پیرا ہونا۔
7. خلیفہ وقت سے ملاقاتوں اور خطوط کے ذریعہ سے تعلق رکھنا اور دعائیں حاصل کرنا۔
8. تمام اہم معاملات میں مشورہ کرنا اور اپنے حالات سے باخبر رکھنا۔
9. اپنے اہل و عیال اور عزیزوں میں خلیفہ وقت کی محبت کو راسخ کرنا۔
10. خلافت کی غیرت رکھنا اور منکرین خلافت کا مقابلہ کرنا۔
11. اپنے ماحول میں چوکس رہنا کہ کوئی فرد غیر شعوری طور پر بھی خلافت کی بے ادبی نہ کرے۔
12. خلافت کے حق میں زبانی تقاریر اور لسانی جہاد کرنا۔
13. خلافت کی برکات کے متعلق لٹریچر کی تیاری، اخبارات و رسائل، جرائد میں مضامین کی اشاعت، کتب کو عام کرنا۔
14. باہمی طور پر متحد اور بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ بن کر رہنا۔ جس کیفیت کو قرآن نے رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ قرار دیا ہے اس کے بغیر نہ جماعت مؤمنین کو استحکام نصیب ہو گا نہ خلافت کو جیسا کہ تاریخ خلافت راشدہ سے ثابت ہے۔

پس اے احباب و خواتین اور بچو! اس عہد کو حرز جان بناؤ اس سے عشق کرو کہ یہ تمہاری زندگی کا راز ہے۔ بقا کی ضمانت ہے۔ یہ ابد الآباد تک تمہاری نسلوں کے لئے آب حیات ہے۔ اسے دیواروں پر نہیں سینوں پر آویزاں کرو۔ دلوں کو منور کرو دماغوں کو اس سے جلا بخشو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔ آمین

آج کی دعا

پریشانی کے وقت کے دعا

تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب الدعاء: 1876)

ترجمہ: میں نے اس ذات پر توکل کیا جو زندہ ہے اور اس پر کبھی موت نہیں آئے گی۔ تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے کوئی بیٹا اختیار نہیں کیا اور نہ ہی بادشاہت میں اس کا کوئی شریک ہے۔ اور نہ اس کو عاجز پا کر کوئی اس کا دوست بنتا ہے۔ پس خوب اچھی طرح اس کی بڑائی بیان کرو۔

یہ سید و مولیٰ، خاتم النبیین، مقدس الانبیاء، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی پریشانی کے وقت کے دعا ہے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ فرماتے تھے کہ مجھے کوئی پریشانی ہوئی تو جبرائیلؑ نے آکر مجھ سے یہ دعا کہلوائی (مندرجہ بالا دعا)

مرسلہ: مریم رحمٰن

امۃ الباری ناصر۔امریکہ

ایک تھی بشریٰ

حور جہاں بشریٰ بنت مکرم مرزا عبد الرحیم بیگ اہلیہ مکرم داؤد احمد قریشی

ربوہ کے سالانہ اجتماعات میں ہرشہر کی چنیدہ مقررات کے درمیان مقابلہ ہوا کرتا تھا۔ کراچی کی نمائندگی کرنے والی ’تقریری مقابلے لوٹنے کی اہلیت رکھنے والی حوری بہت جلد معروف ہوگئی انعامات وصول کرنے والوں میں دو چوٹیوں والی سمارٹ سی لڑکی پیش پیش ہوتی۔ اس کی قابلیت کا شہرہ اس کا تعارف بنا۔ خاکسار لجنہ مرکزیہ میں سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ رہی تھی 1964ء میں شادی کے بعد کراچی آئی تو مرکزی عہدے دار ہونے کی وجہ سے کراچی لجنہ نے ایک استقبالیہ تقریب کی جس میں بشریٰ نے بڑی اچھی تقریر کی۔ دعا کے بعد جب اس نے اپنی آٹو گراف بک میری طرف بڑھائی تو اس میں بہت سی محترم ہستیوں کے دستخط اور دعائیہ جملے پڑھ کر بچی کے اس مفید شوق سے بہت متأثر ہوئی۔ بس اس وقت بشریٰ کو اتنا ہی جان سکی تھی۔

کراچی، لاہور، اسلام آباد میں کچھ سال گزار کر جب 1980ء میں کراچی منتقل ہوئے تو خاکسار کو باقاعدگی سے لجنہ کا کام کرنے کا موقع ملا۔ یہاں بشریٰ سے قربت ہوئی۔ کسی نئے شہر میں نیک ’مستعد‘ ہم مزاج ساتھی مل جانا نعمت عظمیٰ ہوتا ہے۔ ہماری کوئی رشتہ داری نہ تھی۔ للّٰہی رفاقت نے یک جان دو قالب کر دیا۔ احمدیت کا رشتہ سب رشتوں سے قوی تر اور مبارک ہے۔ اُس کے پاس شعبہ اصلاح و ارشاد تھا میرا شعبہ اشاعت لیکن سارے کام ہم مل کر کرتے تھے۔ لجنہ کے مفوضہ فرائض میں ہم آہنگی اور تعاون کے ساتھ ساتھ گھریلو تعلقات بھی ہوگئے۔ بے تکلف بہنوں جیسا معاملہ ہوگیا۔ اس کو ہر کام دل ڈال کر خوب صورتی سے کرنے کی عادت تھی۔ سن 1946ء کی پیدائش تھی پانچویں چھٹی کلاس سے ناصرات کی سیکرٹری کا کام سونپا گیا۔ پھر وہ آگے سے آگے بڑھتی رہی تبلیغ کا شوق تھا یونیورسٹی میں کھل کر اپنے عقائد پر بات کرتی 1972ء میں شادی کے بعد ایران گئی وہاں بھی خدمت کی راہیں تلاش کر لیں احمدی گھروں سے روابط بڑھائے اپنے گھر میں سیرت النبیؐ کے جلسے کئے وہاں لجنہ قائم کی۔ 1979ء میں حالات کی خرابی کی وجہ سے واپس کراچی آگئے۔ 1981ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے کراچی لجنہ کی انتظامیہ کی پانچ رکنی کمیٹی بنائی تو بشریٰ کو ایک رکن نامزد فرمایا۔ انتہائی تندہی سے کام کیا۔ اس کی قیادت نمبر پانچ کی نگران کا فریضہ بھی ادا کیا اس نے کئی انقلابی کام کئے۔ جامعہ احمدیہ کی طرز پر خواتین کا سکول کھولا۔ کتب کی اشاعت کا منصوبہ بنایا۔ خود بھی سیرت پر بہت سی کتابیں لکھنے کا منصوبہ بنایا۔ چھ کتابیں مکمل کیں۔ ینگ لجنہ کی تعلیم و تربیت کے لئے لیکچرز دئے۔ اور سیکرٹری اصلاح و ارشاد کا کام تو اس نے تادم آخر جنونیوں کی طرح کیا۔ 1991ء کے تاریخی جلسہ سالانہ پر قادیان گئی اور ڈیوٹی بھی دی۔ وہیں پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے لجنہ لاہور کو ارشاد فرمایا کہ جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ کروائیں اور کراچی سے بشریٰ کو تقریر کے لئے بلائیں چنانچہ بشریٰ نے 15تا21 / نومبر 1992ء لاہور میں چھ جلسوں میں تقاریر کیں اور سامعات کے دلوں میں حُبّ رسولؐ بیدار کیا۔

یہ سب کام جاری تھے مگر بشریٰ کی صحت کسی نہ کسی عارضے سے کمزور ہو رہی تھی اور اس کے علاج پر مناسب توجہ نہ دینے کا موضوع اکثر زیر بحث رہتا۔ آپا سلیمہ، مسز بھٹی، محمودہ امۃ السمیع (پمی) برکت ناصر، نگار، نعیمہ سب ہی اُسے حسبِ توفیق پیار سے ڈانٹتے اور اصرار کرتے کہ بشریٰ ڈھنگ سے علاج کرواؤ تا کہ زیادہ کام کرسکو۔ بشریٰ کو کاموں سے فرصت نہ تھی وہ حساب لگاتی کہ ڈاکٹر کو دکھانے میں کتنے دن نکل جائیں گے اور کتنا کام پڑا رہ جائے گا۔ اُسے اپنے عرصۂ حیات کی تنگی کا علم نہ تھا ورنہ شاید وہ زندگی کی ضروریات کا وقت بھی جماعت کو دے ڈالتی۔

بالآخر بڑے اصرار سے وہ ڈاکٹر کو دکھانے پر آمادہ ہوگئی۔

اپریل 1993ء کا ایک انتہائی گرم دن تھا جب میں اسے لے کر پہلی دفعہ ہولی فیملی ہسپتال کی او پی ڈی پہنچی۔ ہولی فیملی اسی کا انتخاب تھا۔ حسن اتفاق سے وہاں جو ڈاکٹر متعین تھی میری بیٹی کی کولیگ تھی۔ بہت سی خواتین اپنی اپنی باری کے انتظار میں بینچوں پر بیٹھی تھیں۔ بشریٰ اور میں ایک دیوار کے ساتھ لگے کھڑے تھے حسب معمول ہمارے پاس مختلف النوع موضوعات تھے اور گفتگو کرنے کے لئے فرصت تھی۔ میں نے اس سے ذکر کیا کہ چند دن پہلے جب تمہاری امی سے کہا کہ آپ بشریٰ پر زور ڈالیں کہ وہ اپنا علاج کروالے تو کس طرح وہ بے قابو ہو کر روئی تھیں کہ بشریٰ اپنی صحت پر توجہ نہیں دیتی کہتی ہے ابھی بہت کام ہیں۔ اس بات پر بشریٰ کو اپنی امی پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا پھر بہت دیر تک اپنی امی کی باتیں کرتی رہی اُس نے اپنے ماضی کی ’بچپن کی کئی باتیں بتائیں اُس نے بتایا تھا، ایک دفعہ وہ کچھ کھیلنے میں اتنی مگن تھی کہ ایک بکری پیچھے کھڑے ہو کر اس کی فراک کھانے لگی۔ وہ پیڑوں پر چڑھ کر دھما چوکڑی مچا کر کپڑے میلے کر کے پھاڑ کر گھر آیا کرتی تھی، بھائی بہنیں مل کر کھیلتے اور جھگڑا کرتے تھے۔ گھر میں دادی اماں کی لاڈلی تھی وہ کسی کو کچھ کہنے نہیں دیتی تھیں۔ پھر اس نے بتایا کہ امی اپنے حالات کسی کو نہ بتاتیں جب کبھی پریشان ہوتیں تو زیادہ خاموش رہتیں صرف اُن کی آنکھوں سے آنسو بہتے اور وہ یہ شعر پڑھا کرتیں۔

؎ حاجتیں پوری کریں گے کیا تیری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

اباجان کی بہت عزت کرتیں۔ وقت پر کھانے ’لباس اور ضرورت کی چیزیں مہیا کرتیں۔ بہت کفایت شعار اور سلیقہ مند تھیں۔ بیگ صاحب کے پرانے کُرتے رنگ کے پہن لیتیں۔ پھٹے ہوئے دوپٹے چُن کر اوڑھ لیتیں پھر جیوٹ کی بوریوں کو سی کر اُس پر اُون سے کڑھائی کر کے قالین بنانے کا قصّہ بھی سنایا۔ ہم دونوں عجیب جذباتی ہو رہی تھیں۔ بشریٰ نے بتایا کہ ایک دفعہ تعلیمی سال گزرنے کے بعد کالج سے کاشن منی واپس ملی تو یکمشت دس روپے ملنے پر خوشی کے مارے پاؤں زمین پر نہ ٹکتے تھے اس رقم سے اس نے اپنی امی کی چپل خریدی تھی۔ اِدھر بنتِ درویش کے بچپن کی یادوں میں بھی یہی کچھ تھا مَیں نے بھی اسے بتایا کی دورانِ تعلیم کتابوں کاپیوں کا مکمل ہونا کبھی ممکن نہ ہوا تھا۔ کتابوں کی سنبھال جلد بندی اور پرانی کاپیوں سے کاغذ نکال نکال کر سینا یاد آیا

ہم باتیں کر رہے تھے مگر ہماری نظریں ڈاکٹر کے کمرے کے دروازے پر تھیں کہ کب بلاوا آتا ہے۔ گرمی میں برقع پہنے ہوئے دم نکل رہا تھا۔ عورتیں قطار میں کھڑی تھیں قطار میں کھڑی ایک نازک سی کم عمر پٹھان لڑکی جب بغیر باری کے ڈاکٹر کے کمرے میں گھسنے کی ناکام کوشش پر پسپا ہو کر پیچھے ہٹتی تو اس کا ادھیڑ عمر موٹا تازہ پٹھان شوہر اسے سرمہ میں ڈوبی ہوئی آنکھوں سے اس طرح گھورتا جیسے بس چلے تو یہیں ذبح کر دے۔ تیز قدموں سے آ کر اسے ڈانٹتا اور ڈاکٹر کے کمرے میں گھُسنے کی کوشش جاری رکھنے کی پشتو میں تاکید کر کے مونچھوں پر تاؤ دینے لگتا، بہت سی مکرانی، سندھی، پنجابی، بلوچی، پٹھانی، اَن پڑھ کم تعلیم یافتہ عورتوں کو دیکھ کر ہمارے دل دردمند ہو رہے تھے۔ دنیا میں کتنے لوگ بیمار ہیں۔ ان سب کو دیکھتے ہوئے بشریٰ نے کہا دیکھو ہمیں کتنا کام کرنا ہے۔ ان سب کو احمدیت کی تعلیم دینی ہے۔ عورتیں اتنے دُکھ اس لئے اُٹھاتی ہیں کہ اُن کو علم نہیں کہ ان کے حقوق کیا ہیں۔ فرائض کیا ہیں۔ نہ مَردوں کو پتہ ہے انسانیت اُن سے کیا تقاضا کرتی ہے۔ ہمیں اُس پیمانے پر انقلاب لانا ہے جیسے دَورِ اوّل میں آیا تھا۔

بشریٰ کی آواز دھیمی تھی مگر انداز تقریر کا تھا میرے پرس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا تازہ مکتوب تھا جو ہم نے مل کر ابھی نہیں پڑھا تھا۔ خط پڑھتے ہوئے حضور کی یادوں سے ہم غیر محسوس طور پر آنحضورؐ کے ذکر تک پہنچے۔ مَیں یہ بتاتی چلوں کہ بشریٰ کی سیرت نبویؐ پر کتابیں لکھنے اور پُر اثر تقریروں میں اس کا حضرت نبی کریمؐ سے لازوال عشق کارفرما تھا۔ کثرت سے سیرت کی کتب کا مطالعہ کرتی مجھے بھی مطالعہ کی عادت ہے۔ اس طرح ہماری عمومی گفتگو کا محور بھی سیرت طیبہ ہی رہتا، ہم نے مکہ مدینہ کی مقدس بستیوں اور وہاں کے روز و شب کا خاکہ سا بنا رکھا تھا، مطالعہ سے جو نئے رنگ ملتے ہم اس میں بھرتے چلے جاتے حتیٰ کہ ہم نے اسلام کے دور اول کی ایک جیتی جاگتی دُنیا بنا لی تھی۔

بشریٰ کو ڈاکٹر صاحبہ نے دیکھ کر آپریشن کا فیصلہ کیا اور ساتھ ہی یہ بھی پتہ چلا کہ وہ کچھ عرصے کے لئے چھٹی پر جا رہی ہیں۔ بشریٰ کے پاس اب معقول بہانہ تھا کہ ڈاکٹر صاحبہ کی واپسی تک وہ دَوا کھا کھا کے وقت گزار لے گی۔ وہ اپنی قوت ارادی اور جذبہ خدمت دین سے چل رہی تھی ورنہ اکثر اسے کوئی نہ کوئی تکلیف رہتی تھی۔ ایک دفعہ بہت ہلکا ہلکا بخار رہا۔ کبھی کبھی کھانسی بھی اُٹھتی تھی۔ دردِ شقیقہ سے بے حال ہو جاتی۔ گردے میں بھی درد محسوس کرتی اس کے علاوہ بھی اُسے تکلیف تھی مگر وہ ہم سب سے زیادہ لجنہ کا کام کرتی سب سے زیادہ گھر پر محنت کرتی۔ جلسے ’تقاریر‘ دورے بہت وقت طلب کام تھے۔ اُسے ملال رہتا کہ وہ اپنے میاں اور بچوں کو اتنی توجہ نہیں دے سکتی جتنی دینی چاہئے۔ امی ابا کو ملنے نہیں جا سکتی باقی رشتے داروں سے ملنا خاندان کی تقریبات پر جانا اس کے لئے ممکن نہ رہا تھا۔ وقت اور ہمت کم تھی کہاں سے گنجائش لاتی۔ وہ کبھی کبھی رات رات بھر بیٹھ کر لکھنے کا کام کرتی۔ کیونکہ گھر کے سب کام اسے خود کرنے ہوتے تھے۔ وہ اپنے اور بچوں کے کپڑے خود سیتی تھی۔ تیزی سے کام نپٹا کے جمعہ، اجلاس، جلسوں پر باقاعدہ جاتی۔ رمضان

المبارک کا معمول حیرت انگیز تھا دوپہر تک کھانا پکانے اور دیگر گھر کے کام کر کے کھانا ساتھ لے کر بچوں کے ساتھ احمدیہ ہال آ جاتی، عصر کی نماز، پھر درس پھر مغرب کی نماز، پھر کھانا اور ذرا سا آرام اور عشاء اور تراویح پڑھ کر گھر جاتی۔ گھر پانچویں منزل پر تھا اور لفٹ بھی نہیں تھی۔ آخری مہینوں میں ڈاکٹر نے سیڑھیاں اترنے چڑھنے سے منع کیا تھا۔ ۔

ڈاکٹر صاحبہ چھٹیوں کے بعد واپس آئیں تو ہسپتال میں داخل ہونے کی تاریخ آٹھ جولائی دی۔ یہ وہ سال تھا کہ حضورؒ نے دعوت الی اللہ کا نیا ٹارگٹ دیا تھا۔ پُر ولولہ دیوانی اس ٹارگٹ کے لئے بے تاب ہو کر کام کرنے لگی۔ انہی دنوں ہماری عاملہ کی ایک ممبر محترمہ مبارکہ ملک صاحبہ کی وفات ہوئی ۔تعزیت کے لئے ہم دونوں اکٹھی گئی تھیں، غمی خوشی بیمار پرسی تعزیت وغیرہ میں عموماً ساتھ رہتا مگر یہ ساتھ آخری تھا۔ سارا راستہ باتیں پھر وہاں بھی ساتھ ساتھ بیٹھے واپسی پر بھی ساتھ تھے اور یہ میری پیاری بشریٰ سے طویل ملاقات تھی جس میں غم کے آنسو بھی تھے نئے احمدی بنانے کے عزائم بھی تھے اور .... اور ..... اور بہت کچھ تھا، جولائی کے شروع میں فون پر باتوں کا رنگ کچھ اس طرح تھا، مَیں نے سارے بستروں پر صاف چادریں بچھا دی ہیں تا کہ بچوں کو تکلیف نہ ہو، میں نے بہت سے کھانے پکا کر فریز کر دئے ہیں۔ میرے بعد کام آئیں گے۔ آج ڈھیر سارے کپڑے دھوئے ہیں تا کہ میرے بعد کچھ عرصہ تو نکل جائے۔طوبیٰ کے کپڑے استری کر کے لٹکا دئے ہیں اب بالوں میں کنگھی کر رہی ہوں۔

ایک دن کہنے لگی دل گھبرا رہا ہے کبھی ایسے بھی ہوتا ہے کہ آپریشن کے بعد کوئی واپس آ ہی نہ سکے، مَیں داؤد کو کہوں گی کہ اگر ایسا ہوا تو سارے کاغذات باندھ کر تمہارے گھر دے آئیں۔ باقی کام تم کر لینا۔ ہر وقت ٹارگٹ کے لئے دعا کرتی اور کرواتی۔ اس کی دُعائیں بھی عجیب ہوتیں، کہتی دُعا کرو۔ اللہ تعالیٰ مجھے اُس وقت اٹھالے جب اُس کی رضا کی نظریں مجھ پر پڑ رہی ہوں۔ پھر کہتی دُعا کرو نسلوں تک نسلاً بعد نسل ایمان کی دولت نصیب ہو۔ کبھی کہتی دُعا کرو خدا تعالیٰ مجھے اس جماعت میں شامل کرے جسے رسول کریمؐ کا دیدار کرایا جائے گا۔ کبھی کہتی وہ نظر نہیں آتا ملتا نہیں ہے ورنہ مَیں اسے ایسا چمٹوں کہ کبھی نہ چھوڑوں، بس ایک دفعہ مل جائے تم دعا کرو میرے نفس میں مجھ میں اتنا بُعد ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کو میرا دل پسند آ جائے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اس کی طاقت تھی اس کی خوشنودی اس کی مساعی کا محور تھا۔ اسی کی طاقت سے وہ چل رہی تھی۔ وہ اللہ والوں سے پیار کرتی تھی۔ وہ باعمل عالم تھی۔ وہ کبھی کسی کا دل نہ دکھاتی تھی۔ جب بھی کہیں کام اٹکتا عجیب پیار بھرے انداز میں تسلیاں دیتی، کوئی مشکل ہوتی، مشورہ کرنا ہو اُسے فون کرلو پیار سے کوئی حل بتائے گی اور اللہ تعالیٰ کے شکر کی طرف رُخ موڑ دے گی۔ کسی امر میں فیصلہ کرنا ہو تو وہ بڑی جلدی نتیجے پر پہنچ جاتی۔ اُس کی رائے مؤقر اور فیصلہ وقیع ہوتا۔

10/ جولائی کو ہسپتال داخل ہوئی۔ 13 تاریخ کو کامیاب آپریشن ہوا۔ ڈاکٹر صاحبہ نے کہا کہ جلدی چھٹی ہوجائے گی۔ وہاں مریضوں سے ہمدردی کر کے دل موہ لیا پھر اپنا پیغام حق دیا۔ بہت جلد ہر دلعزیز ہوگئی۔ بہت لوگ اُس کی خیریت پوچھنے ہسپتال گئے۔ بس وہ التجا کرتی دُعا کرو ٹارگٹ پورا ہو جائے۔ ایک دن اپنے بھائی باسط کو کہا تم آتے ہو کھانا دیتے ہو وہاں کھڑے ہو کر حال پوچھتے ہو اور چلے جاتے ہو۔ ادھر میرے قریب آؤ پھر اُس کا سر پکڑ کر اپنے سینے سے لگا کر بھینچ لیا اور بہت پیار کیا۔ بہت دُعائیں دیں۔محمودہ امۃ السمیع پمی صاحبہ اور مَیں اُس سے ملنے گئے۔ ہسپتال میں بستر پر میری بشریٰ ہشاش بشاش لیٹی تھی زیادہ تربیت کے ٹارگٹ کی باتیں ہوئیں، واہمہ بھی نہ تھا کہ یہ آخری ملاقات ہے۔ پمی نے کہا بشریٰ آپریشن کے بعد پانچ سیڑھیاں چڑھ کر گھر جاؤ گی۔ انہیں سیڑھیوں نے تمہیں بیمار کیا ہے۔ یہ گھر بیچ دو کہیں نیچے لے لو۔ پمی کی طرف دیکھا اور بڑے سکون سے بولی۔

”میرا اللہ بھی تو جانتا ہے وہ جب چاہے گا میرے لئے انتظام کر دے گا۔ جہاں چاہے گا وہیں رہ لوں گی وہ بڑا پیارا ہے۔“

اپنے بچوں کو بہت یاد کیا، طاہر زیادہ بے چین ہو جاتا ہے۔طوبیٰ معصوم انتظار کر رہی ہوگی۔ ناصر خود کو سنبھال لیتا ہے مگر طاہر .... میں سلام کر کے ماتھا چُوم کے دُعا دے کے واپس آنے لگی تو آواز دے کر کہا کہ شمیم صاحب سے پوچھنا مَیں نے آخری دن ان کو دعوتِ حق دی تھی۔ کیا سوچا ہے۔ میری خاطر پوچھ لینا میرا نام لے کر پوچھ لینا..... پھر مَیں نے بشریٰ کی آواز نہیں سُنی۔

20/ جولائی سہ پہر ہسپتال سے ڈاکٹر صاحبہ کا فون آیا ..... آواز درد میں ڈوبی ہوئی تھی۔ آپ کی بشریٰ ٹھیک ہوگئی تھی۔ ۔ ۔ آج اُسے چھٹی ہوگئی تھی وہ ہسپتال سے جانے سے پہلے سب سے ملیں مجھے بھی مُنہ چوم کے پیار کیا۔ ۔ سب اُنہیں بہت پسند کرنے لگے تھے، مگر اچھی خبر نہیں ہے۔

کیوں کیا ہوا؟ مَیں چیخ کر بولی۔ ڈاکٹر نے میری حالت کا اندازہ کر کے آہستہ آہستہ کہا:

وہ خود چل کر سب سے ملیں۔خود بل پر دستخط کئے، ۔ ۔ ۔ تیار ہوئیں۔ ۔ مَیں نے بی پی لیا تھا ٹھیک تھا۔ ۔ پھر وہ لفٹ سے نیچے اتریں۔ ۔ اور باہر گاڑی کے انتظار میں کھڑی ہوئیں۔ ۔ ۔ تو بے ہوش ہوگئیں۔

”پھر۔ ۔ پھر ایمرجنسی روم میں ٹیبل پر جب مَیں نے۔ ۔ اُن کو دیکھا۔تو نہ بی پی تھا۔ ۔ نہ نبض۔ ۔ ۔ ۔ مجھے خود بہت افسوس ہے۔ ۔ بہت اچھی تھیں۔ ۔ آپ اُن کے گھر اطلاع دے دیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

یہ کہنا آسان تھا مگر کرنا بہت مشکل گھر والوں کو کیا اطلاع دیتی؟ کیسے دیتی؟

اب اپنی کیفیت خود کیا لکھوں جس کو باعلم، ہم مذاق، ہم جنون ساتھی کی قریبی رفاقت ملی ہو وہی محسوس کرسکتا ہے کہ یوں اچانک یہ خبر سُن کے کیا حال ہوسکتا ہے۔ ہسپتال پہنچی تو ایمبولنس میں ڈالا جا چکا تھا۔ داؤد بھائی اس کے مسکراتے چہرے کو بغیر پلک جھپکے دیکھ رہے تھے اور ضعیف العمر عظیم ماں جس نے جنم دیا تھا۔ پالا تھا۔ بیاہا تھا۔میاں اور بچوں کے ساتھ خوش باش دیکھا تھا۔ ۔ ہسپتال میں خدمت کی تھی۔ ۔ آخری لمحوں کی روداد سُنا رہی تھی۔ ۔ ۔

مَیں نے اُسے کہا تھا آہستہ چلو مگر وہ کہہ رہی تھی مَیں بالکل ٹھیک ہوں۔ پھر ہم وہاں پول کے پاس چبوترے پر بیٹھے تھے مَیں نے اُس کی کمر میں ہاتھ ڈالا ہوا تھا وہ آہستہ سے نیچے کو کھسکی اور لڑھک کر گرگئی، بے ہوش ہوگئی، ناخن ہونٹ نیلے کالے ہو گئے۔ میری چیخ سُن کر داؤد آئے۔ سٹریچر منگوایا اس نے آنکھیں کھولیں۔ ۔ ۔ میں کہاں ہوں؟۔ ۔ ۔تم میرے پاس ہو۔ ۔ ۔میری بچی۔ ۔ وہ بولی مجھے جلدی گھر لے جائیں بچے انتظار کر رہے ہوں گے۔ پھر آنکھیں بند کر لیں۔ مجھے گھر لے جائیں۔ ۔ مَیں بالکل ٹھیک ہوں۔ پھر سٹریچر پر ایمرجنسی روم میں جاتے ہوئے کہا حضور کو فون کرا دیں۔ ۔ ۔ پھر آنکھیں بند کر لیں۔ ۔ پھر آنکھیں بند کر لیں۔ ۔ پھر ٹیبل پر دو دفعہ آہ آہ کی آواز آئی۔ ۔ ۔ پھر لمبی سی آواز کھینچ کر اللہ کہا۔ ۔ ۔ اور۔ ۔ اور وہ اپنے اللہ کے حضور حاضر ہوگئی۔ ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

خدا حافظ! پیاری بشریٰ اللہ تعالیٰ تم پر اور تمہارے بچوں پر بے پایاں فضل فرمائے۔ ۔

ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلاء ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو

بشریٰ کی رحلت کی خبر آناً فاناً شہر بلکہ دنیا کی جماعتوں میں پھیل گئی۔ بیگ صاحب کے گھر آخری دیدار کے لئے آنے والوں کا تانتا بندھ گیا۔ عجیب عالم تھا۔کون کس سے تعزیت کرتا۔ ہر ایک دُکھی تھا۔ آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔سسکیوں کی آوازیں تھیں۔ بشریٰ سب کی لاڈلی سب کی پیاری پرسکون سوئی ہوئی تھی۔ جو کسی کو دُکھی نہ دیکھ سکتی تھی، وہ آج سب کو دُکھی کرگئی شام تک آنے والوں کے لئے کھڑے ہونے کی جگہ بھی نہ رہی سڑک تک لوگ کھڑے تھے۔ داؤد بھائی نے بچوں کو سمجھایا کہ یاد ہے آنحضرتؐ کے والدین کب فوت ہوئے تھے بڑا بیٹا عبدالرحمٰن ناصر (بعمر انیس سال) سیف الاسلام طاہر (بعمر ساڑھے سولہ سال) اور عطیۃ الحبیب طوبیٰ (بعمر ساڑھے نَو سال) اپنے آنسو ضبط کرنے کی کوشش کرتے ہوئے انتظامات میں لگ گئے۔

پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو اطلاع دی یہ صدمہ نہ صرف ہمارے لئے بلکہ حضور انور رحمہ اللہ کے لئے بھی کم نہیں تھا۔ جمعہ کی نماز سے پہلے آپ نے خاکسار کے نام لکھوائے ہوئے خط پر دستخط فرماتے ہوئے اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرمایا:

’’عزیزہ بشریٰ داؤد حوری کے دردناک سانحۂ ارتحال سے متعلق آپ کا خط ملا تھا۔ اس پاکباز، فدائی، حسن و احسان کی مرقع بیٹی کی نماز جنازہ غائب کا فیصلہ تو خبر ملتے ہی کر لیا تھا۔ آج بعد نماز جمعہ ان شاء اللہ نماز جنازہ ہو گی۔ اقربا، جماعت کراچی اور لجنہ کراچی سے تعزیت کا اظہار خطبہ کے آخر پر کروں گا۔‘‘

23/ جولائی کے خطبہ میں آپ نے قابلِ رشک پیارے الفاظ میں مرحومہ کا ذکر فرمایا۔جس میں خاص طور پر اس کی تقاریر کو سراہا:

’’اس نیک خاتون نے اپنے نیک باپ کی تمام نیکیاں حاصل کیں۔ بے لَوث خدمت کی۔ انتھک محنت کی۔ ان کو سیرت کے بیان میں حسن تقریر کا خاص ملکہ حاصل تھا کہ ایک تقریر سے ہی مخالفوں کی کایا پلٹ دیا کرتی تھیں‘‘

اس کے بعد 29/ جولائی کو خاکسار کے نام مکتوب میں جو خاکسار سے تعزیت فرمائی وہ ہمارے لئے ایک اعزاز ہے۔ خط کیا ہے ادب کا ایک شاہکار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس خوش نصیب کے حق میں حضور کی دعائیں بڑھا کے قبول فرماتا رہے۔ آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے دستِ مبارک سے تحریر فرمایا:

’’عزیزہ حوری غفرلھا کے وصال پر آپ کا بقیہ صفحہ 12 پر

فرحان حمزہ قریشی۔استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

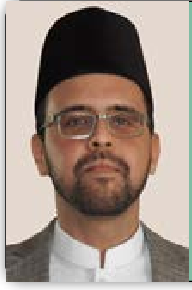

وہ گنجہائے گراں مایہ

تعارفِ مضمون

مندرجہ ذیل مضمون خاکسار کے نانا مکرم ومحترم چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم (والدِ ماجد مکرم چوہدری منیر احمد صاحب۔ مبلّغ سلسلہ، ڈائریکٹر مسرور ٹیلی پورٹ ایم ٹی اے انٹرنیشنل، امریکہ) نے مؤرخہ 24/اکتوبر 1995ء کو تحریر کیا تھا۔ ابھی حال ہی میں بعض پرانے کاغذات سے خاکسار کو ملا ہے۔ دراصل یہ مضمون مکرم بشیر الدین سامی صاحب مرحوم کے ایک مضمون سے متأثر ہو کر لکھا گیا تھا۔ اُس مضمون کا عنوان ''وہ گنجہائے گراں مایہ'' تھا اور روزنامہ الفضل ربوہ کے 19/ستمبر 1995ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ نانا جان نے سامی صاحب کے مضمون کے تسلسل میں اپنی یادداشتیں قلمبند کیں لیکن اُس وقت آپ کا یہ مضمون کہیں شائع نہ ہوسکا۔ اس ایمان افروز مضمون میں سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے متعلق اور تقسیم ملک کے زمانے کی نایاب روایات ہیں جو پہلے سلسلہ کے ریکارڈ میں کہیں موجود نہیں۔ لہٰذا خاکسار اس مضمون کو الفضل میں اشاعت کے لئے ارسال کر رہا ہے۔ امید ہے کہ یہ مضمون قارئین الفضل کی دلچسپی اور ازدیاد ایمان کا باعث ہوگا۔ اِن شاء اللہ العزیز

مکرم چودھری بشیر احمد تحریر فرماتے ہیں:

وسط 1947ء سے ہی حفاظتِ مرکزِ سلسلہ قادیان کے سلسلہ میں احمدی فوجی نوجوان چھٹیاں لے کر قادیان پہنچ رہے تھے۔ خاکسار اپنے برادرم محترم کموڈور چوہدری رحمت اللہ صاحب باجوہ کی تحریک پر نیوی سے رخصت لے کر قادیان جانے کے لئے حضرت شیخ بشیر احمد صاحب کی کوٹھی واقعہ 13 ٹیمپل روڈ لاہور پر پہنچ گیا تھا۔ ابھی میرے جانے کا انتظام نہیں ہوا تھا تو اچانک ایک دن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ایک فوجی جیپ میں 13 ٹیمپل روڈ پر تشریف لے آئے۔ میں وہاں اس وقت موجود تھا حضور نے آتے ہی شیخ صاحب کو حکم دیا کہ جتنے لوگ یہاں موجود ہیں ان کو جمع کر کے قسم لی جائے کہ وہ حضور کی آمد لاہور کا فی الحال کسی سے ذکر نہیں کریں گے خاکسار اس حلف میں شامل تھا اور اس حلف کی پابندی کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك

میری ڈیوٹی وائرلیس کو نیکشن کے سلسلے میں بہت حساس تھی اس کے لئے لاہور میں بھی انتظام کرنے تھے اور قادیان میں بھی۔ طے پایا کہ لاہور میں حضرت چوہدری عبدالرحیم صاحب آف اسلامیہ پارک کے گھر میں رہوں گا اور وہاں مناسب انتظام کروں گا پھر قادیان جاؤں گا۔ کچھ دنوں کے بعد جب میرا قادیان جانے کا پروگرام بنا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے خاکسار کو یاد فرمایا۔ خاکسار 13 ٹیمپل روڈ پر پہنچا مجھے حضور نے اوپر طلب فرمایا خاکسار سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر گیا تو حضور سیڑھیوں کی طرف تشریف لا رہے تھے اور پاؤں درد نقرس کی وجہ سے ننگے تھے۔حضور آتے ہی اوپر والی سیڑھی پر تشریف فرما ہوئے اور خاکسار نیچے سیڑھیوں کے اندر کھڑا ہوگیا۔حضور نے خاکسار کو بعض زبانی پیغامات حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کو پہنچانے اور ان کی رائے لینے کے لئے ارشاد فرمانے شروع کئے۔ میں نے عرض کی کہ حضور اتنے سارے

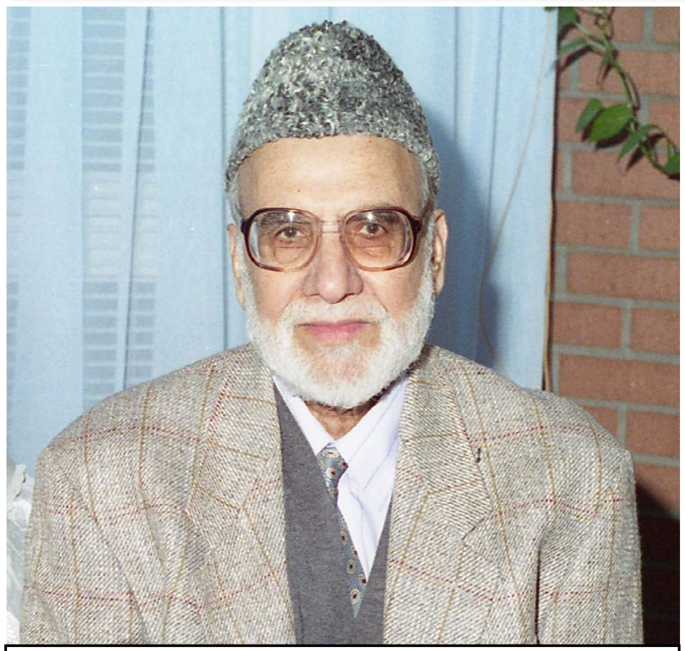

مکرم چودھری بشیر احمد مرحوم

پیغامات مجھے یاد نہیں رہیں گے اگر اجازت ہو تو نوٹ لکھ لوں۔فرمایا ہاں لکھ لو لیکن اگر رستے میں پکڑے جاؤ تو یہ نوٹوں کا کاغذ نگل جانا۔ یہ پیغامات حفاظتِ مرکز اور حفاظتِ مستورات اور دیگر انتظامات کے بارے میں تھے۔حضور کے ان ارشادات کے دوران صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب بہت سی جوتیاں اور سلیپر لے کر سیڑھیوں پر اوپر آئے اور حضور سے عرض کیا حضور جو جوتی یا سلیپر آپ کو پہننے میں آسانی پیدا کرے وہ رکھ لیں۔حضور نے جلدی سے یہ جوتے آزمائے اور کہا میاں یہ بھی میرے لئے بھاری ہیں حضور جس پیار اور شفقت کے ساتھ میاں صاحب کو دیکھ رہے تھے اور بات کر رہے تھے اس کا اثر ابھی تک میرے دل میں ہے۔حضور شفقت اور محبت کا مجسمہ تھے (اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان سے راضی ہو) یہاں درمیان میں میاں صاحب کا ذکر آ گیا۔ پیغامات کا سلسلہ جو حضور مجھے دے رہے تھے ختم ہوا تو میرے کام کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ چوہدری رحمت اللہ باجوہ صاحب نے مجھے پیغام رسانی کا ایک طریقہ بتایا تھا لیکن وہ مشکل اور دقّت طلب ہے اس لئے تم لکھ لو۔ A کا مطلب یہ ہوگا B کا مطلب یہ ہوگا C کا مطلب یہ ہوگا علیٰ ہذا القیاس جب Z پر پہنچے تو میری طرف دیکھ کر فرمایا ظفر اللہ میں حفاظتی قافلہ کے ساتھ رات کے بارہ بجے قادیان دارالامان پہنچا اس سفر کی صعوبت کے بیان کو چھوڑتا ہوں۔

شدید گرمیوں کے دن تھے خاکسار حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحبؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک تنگ کمرہ میں تشریف فرما تھے۔ اتنے میں لاہور سے آنے والے مزید احباب بھی پہنچ گئے۔حضرت میاں صاحب نے میرا نام دریافت فرما کر ارشاد فرمایا کہ میں انتظار کروں۔ کافی دیر بعد جب سارے دوست چلے گئے تو مجھے فرمایا آپ فرمائیں۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب کے پیغامات لے کر آیا ہوں اور سنانے شروع کئے۔ ان پیغاموں میں ایک پیغام یہ تھا کہ ہمیں ممبئی سے ایک چھوٹا ہوائی جہاز 28000 روپے میں مل رہا ہے کیا اسے خرید لیا جائے؟ حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ میرے خیال میں اب پیغام رسانی کے لئے جہاز استعمال نہیں ہوسکیں گے۔ نیز فرمایا آج جہاز آیا تھا۔ اس کے بعد ہزارہ سنگھ (پولیس آفیسر) میرے پاس آ گیا اور آ کر کہنے لگا میاں صاحب کیا آج ہوائی جہاز آیا تھا۔فرمایا میں غلط بیانی تو نہیں کرسکتا تھا میں نے صرف اتنا ہی کہا ''اچھا؟'' اس کے بعد ہزارہ سنگھ کو مزید کچھ کہنے کی جرأت نہ ہوئی اور چلا گیا۔ جب اس پیغام رسانی کا سلسلہ ختم ہوا تو فرمانے لگے چلو میرے ساتھ کھانا کھاؤ۔ دارالمسیح میں حضرت کے انتظار میں اور احباب بھی تخت پوش پر بیٹھے تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لنگر مسیح موعود کا کھانا اس ''الدار'' میں کھانے کو ملا۔ کھانے کے بعد خاکسار مہمان خانے کی طرف جانے لگا تو حضرت میاں صاحب فرمانے لگے اس وقت تم کہاں جاؤ گے۔ باہر صحن میں میرا بستر بچھا ہے اس پر سو جاؤ۔ خاکسار نے بار بار عرض کی کہ آپ اس پر آرام فرماویں لیکن اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبِ کے مطابق اس مبارک بستر پر رات گزاری۔ میں حضرت میاں صاحب کے اس احسانِ عظیم اور خُلقِ عظیم کو کبھی نہیں بھول سکتا۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

قادیان میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ کی اجازت سے خاکسار دارالرحمت میں مکرم عبدالکریم ڈار صاحب کے مکان میں چلا گیا۔ وہاں ان کے چھوٹے بیٹے ڈاکٹر ظفر احمد صاحب اکیلے رہتے تھے۔ وہاں پر میں نے اپنا ابتدائی کام مکمل کیا لیکن بڑی دشواری یہ تھی یہ مکان بھی خطرہ میں تھا اور کئی بار گولیاں سیدھی آتی تھیں جب بھی ضروری کام کے لئے باہر اور مکان کے اوپر نکلا جاتا چلتیں۔ بہت محدود جگہ میں کام کیا جو اگرچہ بالکل تسلی بخش نہیں تھا لیکن کسی قدر اطلاعات مثلاً حملہ آوروں کی حرکت کا پتہ چلتا تھا۔شائد ایک متبادل انتظام نے یہ کمی پوری کر دی تھی۔ ظفر احمد صاحب ہر طرح میری مدد اور خدمت کرتے تھے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

اس مکان کی مغربی جانب ایک بڑے مکان میں مستورات جمع تھیں جن کی حفاظت خدام کر رہے تھے۔ جب 3 اکتوبر کو حملہ ہوا تو وہ مکان شدید خطرہ میں آ گیا خدام نے جانفشانی سے مستورات کی حفاظت کی۔ ان خدّام میں میرے رشتے کے ماموں زاد بھائی نیاز علی صاحب بھی تھے جو ماموں غلام محی الدین صاحب آف کھاریاں کے بیٹے تھے۔ نیاز علی ایک گولی کا نشانہ بن گئے اور وہیں شہید ہو گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ ''خوش قسمت نیاز علی''۔عورتیں الحمدللہ محفوظ رہیں۔

چونکہ اب مزید یہاں رہنا محال تھا میں اپنا سامان ٹھکانے لگا کر ڈھاب کے کنارے مولوی محمد تقی صاحب کے مکان میں آ گیا۔ یہاں بھی عورتیں موجود تھیں۔ ساری رات یہاں بھی خدام ان کی حفاظت کرتے رہے اور صبح سویرے بورڈنگ تحریکِ جدید آ گئے۔ فالحمد للہ۔

چند دن بعد غالباً بروز جمعہ خاکسار مسجد مبارک گیا تو حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد علیہ الرحمۃ میری طرف اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتے ہوئے آگئے اور فرمانے لگے شکر ہے تم صحیح سلامت ہو۔ میں نے تو سنا تھا کہ تم شہید ہو گئے ہو۔ میں نے عرض کیا شہید ہونے والے میرے ماموں زاد بھائی نیاز علی تھے جو میرے ہم عمر اور ہم شکل تھے۔

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن

ڈاکٹر ظفر احمد صاحب اس وقت ایف ایس سی میں پڑھتے تھے بڑے ہونہار بڑے مخلص تھے۔ میرے دل میں ہمیشہ ان کی یاد تازہ رہی۔ کوئی 47 سال بعد 1994ء میں ان سے لنڈن میں ملاقات ہوئی۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

بعد ازاں لاہور سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشادات اور سعی کی بدولت ٹرکوں کے قافلے قادیان آنے شروع ہوئے۔ (ڈاکٹر میاں محمد طاہر آف امریکہ ان انتظامات کو جانتے ہیں۔)

ان ٹرکوں کے ساتھ مختلف فوجی دستوں کی گارڈ ہوتی تھی۔ ایک قافلہ میں نیوی کی گارڈ تھی جس کے انچارج لیفٹیننٹ کمانڈر سجّاد تھے۔ انہوں نے مجھے قادیان میں پہچان لیا اور مجھے کہنے لگے تمہاری رخصت ختم ہے تم میرے ساتھ واپس چلو۔ میں نے کہا کہ میں خلیفۃ المسیح کے حکم کے مطابق یہاں آیا ہوں انہیں کے حکم سے واپس جاؤں گا۔ وہ یہ کہتے ہوئے واپس چلے گئے کہ وہ میرے خلاف رپورٹ درج کریں گے۔ کچھ عرصہ کے بعد حضور کی طرف سے مجھے حکم آ گیا کہ میں واپس اپنی ڈیوٹی پر چلا جاؤں چنانچہ حضور کی زیارت کے بعد کراچی ڈیوٹی پر چلا گیا۔ غیر حاضری کی بنا پر مجھ پر فردِ جرم لگا لیکن دانشمند انگریز کمانڈنگ آفیسر نے یہ کیس dismiss کر دیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

برادرم مکرم بشیر الدین احمد سامی صاحب نے حضرت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے علاج کے لئے اور سفر یورپ کے لئے کراچی تشریف آوری کا ذکر فرمایا ہے۔ جس دن حضور کراچی کینٹ سٹیشن پر تشریف لائے اس دن نیوی کے خدّام کی حفاظت پر ڈیوٹی تھی۔ حضورؓ گاڑی سے اتر کر ویل چیر پر تشریف فرما ہوئے چاروں طرف خدام تھے۔ اس موقع کی نادر تصویر جو میرے پاس ہے اس میں حضرت چوہدری عبد اللہ خاں صاحب امیر کراچی حضور کے دائیں طرف، عنایت اللہ صاحب آف چک سکندر نیوی کے یونیفارم میں ویل چیر کے پیچھے، ڈاکٹر صدیق صاحب آف میر پور خاص اور کیپٹن محمد حسین چیمہ صاحب بائیں طرف ہیں۔ خاکسار آگے آگے چل رہا ہے۔ نیوی کے خدّام عبد الکریم صاحب۔ سی محمود صاحب اور عمر امجد صاحب بھی بائیں طرف ہیں۔ دیگر بہت سے خدام ہیں جن میں سے بہت سے بغور پہچانے جا سکتے ہیں۔

گورنر جنرل غلام محمد صاحب جس دن حضور کی عیادت کے لئے ملیر کی کوٹھی میں تشریف لائے تھے اس وقت بھی خاکسار وہاں موجود تھا۔ جناب غلام محمد صاحب کو کار سے نکلنے میں بہت دیر لگی تھی ظاہر ہے وہ خود نہیں اٹھ سکتے تھے جس کمرہ میں حضور تشریف فرما تھے اس کو جانے کے لئے ایک سیڑھی تھی جو جناب گورنر جنرل صاحب کے لئے چڑھنی دشوار تھی چنانچہ فوجی اے ڈی کام نے ایک سپرنگ قسم کا پلیٹ فارم نیچے رکھا جس پر جناب غلام محمد صاحب کو کھڑا کیا گیا اور ہینڈل سے سپرنگ گھما کر انہیں اوپر کیا گیا تب وہ کمرہ میں داخل ہونے کے قابل ہوئے اتنی معذوری کی حالت میں ان کا حضور کی تیمارداری کے لئے آنا غیر معمولی عمل تھا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ جب سندھ کی زمینوں کے معائنہ کے لئے تشریف لاتے تو بہت سے خدام حیدر آباد اسٹیشن پر حضور کی زیارت اور حفاظت کے لئے پہنچ جاتے تھے۔ ایک بار جب حضور حیدر آباد سٹیشن پر تشریف لائے تو خاکسار بھی وہاں موجود تھا۔ استقبال کرنے والوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم ترین صحابی حضرت سیٹھ اسماعیل آدم رضی اللہ عنہ بھی کراچی سے حیدر آباد سٹیشن تشریف لائے تھے۔ حضورؓ جونہی گاڑی سے باہر تشریف لائے تو حضور کی نظر حضرت سیٹھ صاحب پر پڑی۔ حضور ان کے قریب آ گئے شرفِ ملاقات سے نوازا اور حضور نے اپنی پیشانی مبارک سیٹھ صاحب کی جانب جھکا دی اور حضرت سیٹھ صاحب نے پیشانی مبارک کا بوسہ لیا۔ شاید حضور جب بچے تھے تب سے حضرت سیٹھ صاحب اس جبین مبارک کو بوسہ دیتے آئے تھے۔ یہ عشق و محبت کا نظارہ مجھے کبھی نہیں بھولا۔ کیا کیا عاشقِ صادق تھے جو بانی سلسلہ احمدیہ کو ملے۔

ایک بار جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کراچی تشریف لائے تو امیر صاحب اور سیکرٹری مال صاحب نے فیصلہ کیا کہ سب حلقوں کے صدر چندہ نہ دینے والوں کی فہرستیں بنائیں اور یہ لسٹیں حضور کی مجلس میں حضور کے سامنے پیش کی جائیں گی۔ خاکسار نیوی کے حلقے کا صدر تھا حکم کے مطابق میں بھی لسٹ تیار کر کے وقتِ مقررہ پر پہنچ گیا۔ میں آگے بیٹھا تھا اس لئے اس بارے میں مجھے اپنے حلقہ کے چندہ کی پہلے رپورٹ پیش کرنی تھی۔ حضور نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کی کیا دقتیں ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور نیوی کے جہاز بندرگاہ کے اندر دور دور کھڑے ہوتے ہیں ان تک پہنچنا دشوار ہے۔ حضور نے فرمایا امیر صاحب یہ تو اپنی یہ مشکل بیان کر رہے ہیں اور مجھے فرمایا کہ جب جہاز والوں کو چھٹی ہو تو جس مقام پر وہ کنارے پر اترتے ہیں وہاں ان کو مل کر چندہ وصول کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اس طریق کے اختیار کرنے سے خاص کامیابی ہوئی۔ ان دنوں نیوی میں جماعتِ اسلامی کا کافی اثر و رسوخ تھا ان کا ذکر چل پڑا تو حضور نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ ان کے اخلاق کیسے ہیں میں نے عرض کیا کہ حضور وہ لوگ نمازیں بہت پڑھتے ہیں حضور نے فرمایا صرف نمازیں پڑھنا ایک عادت ہے۔ اس کے بعد جب دوسرے صدروں کی رپورٹ پیش کرنے کی باری آئی تو حضور فوراً اٹھ کر مجلس سے تشریف لے گئے۔ امیر صاحب کو فکر ہوئی کہ حضور ناراض ہو کر تشریف لے گئے ہیں چنانچہ امیر صاحب جلدی جلدی پیچھے گئے تو حضور نے ناراض ہو کر فرمایا کہ میرا کام نادہندوں سے خود چندہ وصول کرنا نہیں۔ یہ خلافت کا مقام نہیں ہے۔ یہ آپ لوگوں کا کام ہے۔ امیر صاحب نے حضور سے اس فروگذاشت پر عاجزانہ معافی مانگی اور حضور نے معاف فرمایا۔

جب مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ تھے تو حضور کی کراچی آمد پر مجلس نے حضور کی دعوت چائے منعقد کی۔ چائے کے بعد جو تقریر حضور نے فرمائی اس میں فرمایا مجھے ان خدام میں سے بعض پر بزرگی کے آثار نظر آتے ہیں۔ چنانچہ انہی میں سے بعد میں بڑے خادم دین بزرگ بنے۔ کراچی میں جو غیر معمولی کامیابی ہر لحاظ سے ہوئی ہے وہ حضور کی نظر خاص اور دعا کا نتیجہ تھی۔ ایک بار حضور نے فرمایا جو کام تم لوگوں نے کیا ہے وہ ایسا ہے جیسے فلاں فلاں اسلامی جرنیلوں نے سرانجام دیا تھا ان جرنیلوں میں سے مجھے حضرت عمرو بن معدی کربؓ کا نام یاد ہے جو حضور نے لئے تھے۔

رپورٹ: انصر محمود ورک۔ مبلغ سلسلہ، سیرالیون

سیرالیون کے میاماباریجن میں تقریبِ آمین

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مؤرخہ 20 دسمبر 2021 بروز سوموار میاماٹاؤن میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرنے والے اطفال و ناصرات کی تقریب آمین کروانے کی توفیق ملی۔ 5 اطفال اور 2 ناصرات نے قرآن کریم مکمل کیا۔ اس موقع پر مہمان خصوصی مکرم فواد لولے صاحب سیکرٹری تعلیم سیرالیون و نمائندہ محترم امیر صاحب سیرالیون تھے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم و ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد بچوں کی ایک ٹیم نے بدرگاہ ذیشان نعت رسول کریم ﷺ پیش کی۔ علاوہ ازیں نماز سادہ و مترجم، تقاریر، قصیدہ اور احادیث مبارکہ بھی اس بابرکت تقریب میں پیش کی گئیں۔

محترم مہمان خصوصی نے سب قرآن ختم کرنے والوں سے قرآن سنا اور اسناد تقسیم کیں اور قیمتی نصائح سے بھی نوازا۔

اس موقع پر ڈسٹرکٹ آفیسر، پیراماؤنٹ چیف، ٹاؤن چیف، آرمی و پولیس آفیسر، پاسٹر اور ٹاؤن کی دیگر اہم شخصیات نے شمولیت کی۔

مہمانوں نے اس بات کا اظہار بھی کیا جماعت احمدیہ امن کی داعی اور اسلام کی حقیقی تعلیمات پیش کرنے والی جماعت ہے۔

یہ تقریب بہت سے افراد میں جماعت کے تعارف کے علاوہ تبلیغ کا باعث بھی بنی۔ اختتامی دعا کے بعد عشائیہ پیش کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرنے والوں کو روزانہ تلاوت کرنے اور اس کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ابن زاہد شیخ

قرآنی احکام کی روشنی میں خبر کو پرکھنے کے طریق

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف سورۃ التکویر میں آخری زمانہ سے متعلق متعدد پیشگوئیاں بیان فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک نفوس کے ملا دیئے جانے کی پیشگوئی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ ۪ۙ

(التکویر: 8)

ترجمہ: اور جب نفوس ملا دیئے جائیں گے۔

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم قیامت کے متعلق گفتگو کر رہے تھے کہ آنحضرت ﷺ وہاں تشریف لائے اور فرمایا قیامت کی دس نشانیاں ہیں جن میں سے ایک دھواں ہے۔ یہ دھواں شرق و غرب میں پھیل جانے والا ہے۔ (مسلم)

پس اس زمانہ میں انٹرنیٹ کے ذریعہ یہ پیشگوئی پوری ہوتی نظر آتی ہے کیونکہ انٹرنیٹ کے ذریعہ مشرق ومغرب کے روابط قائم ہو چکے ہیں اور انٹرنیٹ کے ذریعہ گھر گھر میں خبریں پہنچ جاتی ہیں۔ لیکن ان خبروں میں کتنی سچائی ہے اس کے متعلق 1948ء میں Harold Lasswell نامی امریکن تھیوریسٹ نے ایک کمیونیکیشن ماڈل پیش کیا جس کو Lasswell's Model of Communication کہا جاتا ہے۔ اس ماڈل میں کامل اور درست کمیونیکیشن کو جانچنے کے لئے ہمیں پانچ سوالوں (5W's) کے جواب دینا ہوتے ہیں۔ یہ پانچ سوال مندرجہ ذیل ہیں:

1)Who?

2)Say What?

3)In Which Channel

4)To Whom?

5)With What Effect?

اس ماڈل کو Lasswell نے 1948ء میں پیش کیا جبکہ قرآن کریم نے اس بات کو مومنین کے لئے تقریباً چودہ سو سال قبل سورۃ الحجرات میں محفوظ کر دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ جَآءَکُمۡ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوۡۤا اَنۡ تُصِیۡبُوۡا قَوۡمًۢا بِجَہَالَۃٍ فَتُصۡبِحُوۡا عَلٰی مَا فَعَلۡتُمۡ نٰدِمِیۡنَ ﴿۷﴾

(الحجرات: 7)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے پاس اگر کوئی بدکردار کوئی خبر لائے تو (اس کی) چھان بین کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم جہالت سے کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو پھر تمہیں اپنے کیے پر پشیمان ہونا پڑے۔

قرآن کریم نے اس ماڈل کو ایک مثال بیان فرما کر مومنین کو سمجھایا ہے۔ ٹیبل کے ذریعہ ماڈل کی تفصیل پیش ہے:

سوال	قرآن کریم	تفصیل
To Whom? پیغام سننے والا	یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اِنْ جاءَکُمْ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر کوئی تمہارے پاس آئے۔	مومنین کو مخاطب فرما کر اللہ تعالیٰ نے پیغام کو سننے والوں کی طرف اشارہ فرمادیا کہ جو بھی کسی پیغام کو سنے وہ صاحب ایمان اور صاحب علم وفہم ہو۔
Who? پیغام دینے والا	فَاسِق بدکردار شخص	پیغام لے کر آنے والے کے متعلق قرآن نے اشارہ فرمادیا کہ اس شخص کے کردار پر غور کرلو۔ کہیں وہ افواہ ساز تو نہیں؟ یا وہ الزام تراش تو نہیں؟
Say What? پیغام	بِنَبَأٍ کوئی خبر	اللہ تعالیٰ نے ”بِنَبَأٍ“ کا لفظ رکھ کر اس پیغام کی طرف اشارہ فرمادیا کہ اس پیغام کی نوعیت معلوم کر لو۔ محض افواہ یا الزام تو نہیں؟
In Which Channel ذریعہ/Source	فَتَبَیَّنُوا چھان بین کر لیا کرو	اس پیغام کی اصل یا Source معلوم کر لو کہ اس پیغام کو کس ذریعہ سے پھیلایا جارہا ہے۔ اس کا حوالہ کیا ہے؟ کیا وہ خبر معتبر چینل سے ملی ہے؟
With What Effect? پیغام کا اثر	أَنْ تُصِیبُوا قَوماً بِجَھَالَۃ ایسا نہ ہو کہ تم جہالت سے کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو	اللہ تعالیٰ نے خبر یا پیغام کے اثر کو کنٹرول کرنے کے متعلق فرمایا کہ دیکھو اگر تم بغیر تصدیق کیئے کسی بھی بات کے پیچھے چل پڑو گے تو تمہیں بعد میں اس پر پشیمانی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ نے بھی اس حوالہ سے ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ جیسا کہ ایک موقع پر فرمایا کہ ’’لیس الخبر کالمعاینۃ‘‘ نہیں ہے سنی سنائی بات خود دیکھے کی طرح۔

(مسند احمد بن حنبل)

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی موعود ؑ فرماتے ہیں:

’’انسان صدیق نہیں کہلا سکتا جب تک جھوٹ کے تمام شعبوں سے پرہیز نہ کرے‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 99)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’پھر ایک بیماری ہے، زبان کے چسکے کے لئے مزے لینے کے لئے ہر سنی سنائی بات مجلسوں میں یا اپنے دوستوں میں بیان کرنے لگ جاتے ہیں کہ فلاں شخص نے یہ بات کی تھی..... حالانکہ بات کچھ بھی نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ اس سے فتنہ پیدا ہو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ دوسرے شخص کی یا اشخاص کی جن کے متعلق باتیں کی جارہی ہیں صرف بدنامی ہو رہی ہوتی ہے۔ اس بیہودگی کو روکنے کے لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کسی انسان کہ جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات لوگوں میں بیان کرتا پھرے..... پس ہمیشہ ایسی باتوں سے بچنا چاہئے۔ یہ عمر ہے بچوں کی بھی، نوجوانوں کی بھی، جو جوانی میں داخل ہو رہے ہیں ان کی بھی اور جو نوجوان ہیں ابھی ان کی بھی کہ اس عمر میں اپنے آپ کو جتنی عادت ڈال لیں گے، برائیوں سے بچنے کی، اتنی زیادہ اصلاح کی طرف قدم بڑھتا چلا جائے گا‘‘

(خطاب سالانہ اجتماع جرمنی 1 جون 2006ء، ازمشعل راہ جلد 5 حصہ 4 صفحہ 54-55)

الیکٹرانک میڈیا کے اس دور میں قرآن کریم کے اس حکم پر عمل کرنے کی ضرورت اور بھی بڑھ گئی ہے کیونکہ ہر بات سوشل میڈیا پر بلاتحقیق شیئر کرنے اور اس پر بغیر سوچے سمجھے، بغیر علم حاصل کے تبصرہ کرنے کی سوچ پروان چڑھتی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کی راہنمائی میں اپنے سارے اقوال اور افعال بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اراکین عاملہ مجلس انصار اللہ یو کے

برائے سال 2022 - 2023

مکرم محمد محمود خان۔ قائد عمومی مجلس انصار اللہ برطانیہ تحریر کرتے ہیں کہ

مجلس انصار اللہ یو کے کے صدر اور نائب صدر صفِ دوم برائے سال 2023,2022 کا انتخاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر ہدایت 18 دسمبر 2021ء کو مکرم ڈاکٹر زاہد خان صاحب صدر قضاء بورڈ لندن کی صدارت میں منعقد ہوا۔ انتخاب کی رپورٹ پیش ہونے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت مکرم ڈاکٹر چوہدری اعجاز الرحمٰن صاحب کی بطورِ صدر اور مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب کی بطورِ نائب صدر صف دوم کی منظوری عطاء فرمائی۔

اسی طرح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال 2022 کے لئے ازراہِ شفقت درج ذیل مجلس عاملہ انصار اللہ یو کے کی منظوری عطاء فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور مجلس انصار اللہ یو کے کو امسال بھی بہتر رنگ میں خدمتِ دین کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

عاملہ مجلس انصار اللہ یو کے

صدر مجلس: ڈاکٹر چوہدری اعجاز الرحمٰن صاحب

نائب صدر اول: مکرم ظہیر احمد جتوئی صاحب

نائب صدر صف دوم: مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب

نائب صدر: مکرم رفیع احمد بھٹی صاحب

نائب صدر: مکرم ضیاء الرحمٰن صاحب

نائب صدر: مکرم شکیل احمد بٹ صاحب

قائد عمومی: خاکسار محمد محمود خان

ایڈیشنل قائد عمومی: مکرم احسان قمر صاحب

قائد تجنید: مکرم نوید الظفر صاحب

قائد تبلیغ: مکرم احمد نصیر الدین صاحب

ایڈیشنل قائد تبلیغ: مکرم حارث لطیف ملک صاحب

قائد تربیت: مکرم عطاء المومن زاہد صاحب مربی سلسلہ

ایڈیشنل قائد تربیت: مکرم حیدر حمید صاحب

قائد تعلیم: مکرم راجہ بُرھان احمد صاحب مربی سلسلہ

قائد تعلیم القرآن: مکرم فضل احمد طاہر صاحب

قائد تربیت نومبائعین: مکرم انعام اللہ خان صاحب

قائد مال: مکرم چوہدری عبدالمنان ناظر صاحب

ایڈیشنل قائد مال: مکرم منصور قمر صاحب

قائد تحریک جدید: مکرم فضل حق صاحب

قائد وقف جدید: مکرم دبیر بھٹی صاحب

قائد ایثار: مکرم اشفاق خان صاحب

ایڈیشنل قائد ایثار: مکرم مظفر حسین صاحب

قائد اشاعت: مکرم مظفر بھٹی صاحب

ایڈیشنل قائد اشاعت: مکرم محمد اسحاق ناصر صاحب

قائد ذہانت وصحت جسمانی: مکرم علی مبارک خان صاحب

آڈیٹر: مکرم میاں منصور منان صاحب

زعیم اعلیٰ مقامی: مکرم ذکریا چوہدری صاحب

معاون صدر: مکرم حافظ اعجاز احمد طاہر صاحب

معاون صدر: مکرم اکاشہ بدر احمد صاحب

معاون صدر: مکرم مسعود شاہد صاحب

معاون صدر: مکرم چوہدری بشارت اللہ صاحب

اراکین خصوصی:

1۔ مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام لندن

2۔ مکرم سر افتخار احمد ایاز صاحب

3۔ مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب

تقریب آمین

- مکرم صفوان احمد ملک نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن۔ جرمنی سے لکھتے ہیں:

مورخہ 8 جنوری 2022ء بعد از نماز عصر بیت السبوح۔ جرمنی میں جماعت Ellwangen سے تعلق رکھنے والے مندرجہ ذیل تین بچوں کی تقریب آمین منعقد ہوئی۔

٭عزیزہ ناجیہ عدنان محمد بنت مکرم عدنان محمد عمر 7 سال نے اپنی تائی جان سے 8 ماہ کی مدت میں قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کرنے کی توفیق پائی۔

٭عزیزم ظافر عدنان محمد ابن مکرم عدنان محمد عمر 6 سال نے اپنی والدہ سے ایک سال میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرنے کی توفیق پائی۔

٭عزیزہ سبیکہ محمد بنت مکرم خرم محمد عمر 4 سال نے اپنی والدہ سے ایک سال میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرنے کی توفیق پائی۔

ان تینوں بچوں سے مکرم نیشنل امیر صاحب جماعت احمدیہ۔ جرمنی نے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا اور دعا کرائی کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو صحیح معنوں میں قرآن کو پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے والا بنائے۔ آمین۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو قرآن کے نور سے منور کرے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

ادارہ کی جانب سے مبارکباد وصول کریں۔

دعاؤں کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے بیان فرمودہ خطبہ جمعہ 17 دسمبر 2021ء میں فرمایا:

’’آج میں افغانستان کے احمدیوں کے لئے دعا کے لئے بھی کہنا چاہتا ہوں۔ بہت تکلیف میں گزر رہے ہیں۔ بعض گرفتاریاں بھی ہوئیں ہیں۔ عورتیں، بچے بڑے پریشان ہیں گھروں میں اپنے۔ جو باہر ہیں مرد، جو گرفتار نہیں ہوئے، وہ بھی بے گھر ہوئے ہوئے ہیں کیونکہ خطرہ ہے کہ گرفتاریاں نہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے اور ان کو اس مشکل سے نکالے۔

پھر پاکستان کے احمدیوں کے لئے بھی دعا کریں۔ وہاں بھی عمومی طور پر حالات خراب ہی ہوتے ہیں۔ کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی واقعہ ہوجاتا ہے۔ جو لوگ احمدیوں کو تکلیفیں دے رہے ہیں۔ اسی طرح مجموعی طور پر بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ دنیا کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر شر کو ختم کرے اور دنیا اپنے پیدا کرنے والے کی حقیقت کو پہچان لے۔‘‘

قارئین امام وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے درد دل کے ساتھ اپنے مظلوم احمدی بھائیوں کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔

(ابوسعید۔ ایڈیٹر)

ایمانوں کو جلا بخشنے والا

ایک عظیم الشان نشان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

157 نشان۔ صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف کی شہادت بھی میری سچائی پر ایک نشان ہے کیونکہ جب سے خدا نے دنیا کی بنیاد ڈالی ہے کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ کوئی شخص دیدہ و دانستہ ایک جھوٹے مکّار مفتری کے لئے اپنی جان دے اور اپنی بیوی کو بیوہ ہونے کی مصیبت میں ڈالے اور اپنے بچوں کا یتیم ہونا پسند کرے اور اپنے لئے سنگساری کی موت قبول کرے یوں تو صدہا آدمی ظلم کے طور پر قتل کئے جاتے ہیں مگر مَیں جو اِس جگہ صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب کی شہادت کو ایک عظیم الشان نشان قرار دیتا ہوں وہ اِس وجہ سے نہیں کہ ظلم سے قتل کئے گئے اور شہید کئے گئے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ شہید ہونے کے وقت انہوں نے وہ استقامت دکھائی کہ اس سے بڑھ کر کوئی کرامت نہیں ہوسکتی۔ ان کو تین مرتبہ امیر نے مختلف وقتوں میں نرمی سے سمجھایا کہ جو شخص قادیان میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اُس کی بیعت توڑ دو تو آپ کو چھوڑ دیا جائے گا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ آپ کی عزّت ہوگی ورنہ سنگسار کئے جاؤ گے۔ اُنہوں نے ہر ایک مرتبہ میں یہی جواب دیا کہ میں اہل علم ہوں اور زمانہ دیدہ ہوں میں نے بصیرت کی راہ سے بیعت کی ہے میں اس کو تمام دنیا سے بہتر سمجھتا ہوں۔ اور کئی دن اُن کو حراست میں رکھا گیا اور سخت دُکھ دیا گیا اور ایک بھارا زنجیر ڈالا گیا جو سر سے پاؤں تک تھا۔ اور بار بار سمجھایا اور ترکِ بیعت پر عزّت افزائی کا وعدہ کیا کیونکہ ان کو ریاست کابل سے پُرانے تعلقات تھے اور ریاست میں اُن کے حقوق خدمات تھے مگر انہوں نے بار بار کہا کہ میں دیوانہ نہیں میں نے حق پالیا ہے۔ میں نے بخوبی دیکھ لیا ہے کہ مسیح آنے والا یہی ہے جس کے ہاتھ پر میں نے بیعت کی ہے۔ تب نومید ہو کر ناک میں اُن کے رسی ڈال کر پابہ زنجیر سنگساری کے میدان میں لے گئے اور سنگسار کرنے سے پہلے پھر امیر نے اُن کو سمجھایا کہ اب بھی وقت ہے آپ بیعت توڑ دیں اور انکار کر دیں۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ ہرگز نہیں ہوگا اب میرا وقت قریب ہے۔ میں دنیا کی زندگی کو دین پر ہرگز مقدم نہیں کروں گا۔ کہتے ہیں کہ اُن کی اِس استقامت کو دیکھ کر صدہا آدمیوں کے بدن پر لرزہ پڑ گیا اور اُن کے دل کانپ اُٹھے کہ یہ کیسا مضبوط ایمان ہے ایسا ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ اور بہتوں نے کہا کہ اگر وہ شخص جس سے بیعت کی گئی ہے خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو صاحبزادہ عبد اللطیف یہ استقامت ہرگز دکھلا نہ سکتا۔ تب اس مظلوم کو پتھروں کے ساتھ شہید کیا گیا اور اُس نے آہ نہ کی اور چالیس 40 دن اُن کی لاش پتھروں میں پڑی رہی اور آخری مقولہ اُن کا یہ تھا کہ میں 6 دن سے زیادہ مردہ نہیں رہوں گا تب امیر نے ان کی سنگساری کی جگہ پر ایک پہرہ بٹھا دیا کہ شاید یہ بھی فریب ہوگا مگر اس مقولہ سے ان کی مُراد یہ تھی کہ 6 دن تک میری روح ایک نئے جسم کے ساتھ آسمان پر اُٹھائی جائے گی۔

اب ایمان اور انصاف سے سوچنا چاہئے کہ جس سلسلہ کا تمام مدار مکر اور فریب اور جھوٹ اور افترا پر ہو کیا اس سلسلہ کے لوگ ایسی استقامت اور شجاعت دکھلا سکتے ہیں؟ کہ اس راہ میں پتھروں سے کچلا جانا قبول کریں اور اپنے بچوں اور بیوی کی کچھ بھی پروانہ کریں اور ایسی مردانگی کے ساتھ جان دیں اور بار بار رہائی کا وعدہ بشرط فسخ بیعت دیا جاوے مگر اِس راہ کو نہ چھوڑیں۔ اِسی طرح شیخ عبد الرحمن بھی کابل میں ذبح کیا گیا اور دم نہ مارا اور یہ نہ کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں بیعت کو توڑتا ہوں اور یہی سچے مذہب اور سچے امام کی نشانی ہے کہ جب کسی کو اس کی پوری معرفت حاصل ہوجاتی ہے اور ایمانی شیرینی دل و جان میں رچ جاتی ہے تو ایسے لوگ اس راہ میں مرنے سے نہیں ڈرتے۔ ہاں جو سطحی ایمان رکھتے ہیں اور اُن کے رگ وریشہ میں ایمان داخل نہیں ہوتا وہ یہودا اسکریوطی کی طرح تھوڑے سے لالچ سے مُرتد ہو سکتے ہیں ایسے ناپاک مُرتدوں کے بھی ہر ایک نبی کے وقت میں بہت نمونے ہیں سو خدا کا شکر ہے کہ مخلصین کی ایک بھاری جماعت میرے ساتھ اور ہر ایک اُن میں سے میرے لئے ایک نشان ہے یہ میرے خدا کا فضل ہے۔ ربِّ انّك جَنّتی و رحمتك جُنّتی وایاتك غذائی وفضلك ردائی۔ (اے میرے رب! تو میری جنت ہے اور تیری رحمت میری ڈھال ہے اور تیرے نشانات میری غذاء ہیں اور تیرا فضل میرا اوڑھنا بچھونا ہے۔ ناقل)

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 359-361)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ جامعہ احمدیہ برطانیہ)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: ایک تھی بشریٰ...... از صفحہ 5

بقیہ: ایک تھی بشریٰ...... از صفحہ 5

سسکتا بلکتا ہوا اظہار درد موصول ہوا جو اس مضمون پر حرفِ آخر ہے۔ اس اظہار درد میں کہے ہوئے غموں کے پیچھے اَن کہے غم بھی قطار در قطار کھڑے دکھائی دے رہے ہیں۔ اس میں وہ خوابیں بھی ہیں جو نقطہ تعبیر تک پہنچنے سے پہلے ہی ٹوٹ کر بکھر گئیں اور کچھ تعبیر کی حسرتیں بھی ہیں جیسے کھیل ختم ہو جانے سے پہلے بساط اُٹھا دی جائے تو کیفیتیں بے کیفیوں اور بے چین جھنجھناہٹوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں کچھ ویسا ہی منظر حروف کی چلمن میں سے دکھائی دے رہا ہے۔‘‘

ہالینڈ

’’دلِ ناصبور کی رگ رگ پھڑکتی ہوئی وہ چیخیں جو دل کے پردے پھاڑ کر باہر نہ آ سکیں کیسے یہ اعجاز دکھا گئیں کہ لگتا ہے جیسے فضاؤں کے سینے چیر دیئے ہوں صبرو رضا کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی بے بس اور بے اختیار یہ چیخیں جو ساتھ والے کمرے میں بھی سنائی نہ دیں کیسے سات سمندر پار سنائی دینے لگیں۔ حبسِ دوام پر پیچ و تاب کھاتی ہوئی، بپھرتی، تڑپتی، سرپٹکتی ہوئی دل کی آگ سے کیسے آپ نے اپنے عزمِ تسلیم و رضا کو بچا لیا کہ آنچ تک نہ آنے دی۔ کیسے آپ کی آنکھوں کے سامنے ہر شعلۂ فغاں سسکیوں میں ڈھل ڈھل کر خونِ دل میں سنسنا سنسنا کر بجھتا رہا۔

پاک للٰہی محبت ہو تو ایسی ہو۔ لیکن ایک آپ ہی تو نہیں جو حور شمائل حوری کی دفعتہً دل شکن جدائی سے ایسا تڑپی ہیں۔ شہر کراچی میں آپ جیسی ہزاروں ہوں گی لیکن نہ اُنہیں شعر کہنے کا ملکہ نصیب، نہ نثر میں اظہار درد کا سلیقہ۔ وہ تو ’فی الخصام‘ بھی ’غیر مبین‘ ہیں۔ اُن کو بھی تو آپ ہی نے زبان دینی ہے اُن کی داستانِ غم بھی تو آپ ہی نے رقم کرنی ہے۔ جب دستِ قدرت، گزرتے ہوئے وقت کی مرہم لگا کر، آپ کے جھلّائے ہوئے صبر کو ذرا قرار بخش دے اور یہ متلاطم پانی ذرا ٹھہر جائے تو حُوری کی پاکیزہ یاد کو ایسا دل گداز خراج تحسین پیش کریں کہ ہر پڑھنے والے کا دل پگھل پگھل کر آستانہ الوہیت کی جانب دعائیں بن بن کر بہنے لگے۔

جانے والی کا خیال تو بہت دیر اُن کو ستاتا رہے گا جو اس کے ساتھ رہیں مجھے تو پیچھے رہنے والوں کا غم لگ گیا ہے۔ داؤد اور اُن معصوم بچوں کا غم جن کی پیاری باتوں کا ذکر میری زبان سے سنتی تھیں تو حُوری کا دل کھلکھلا اُٹھتا تھا۔ مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب کا غم تو ایسا دل میں آن بسا ہے جیسے اپنے گھر میں آ بیٹھا ہو۔ ایک ادنیٰ سی بھی اجنبیت نہیں۔

آپ نے ٹھیک یاد دلایا ہے کہ یہ فقیروں کے سے غم میرے محسن ہیں جو دل کو ایک شرف عطا کر جاتے ہیں لیکن بعض غم یہ شرف عطا کر کے چلے نہیں جاتے بلکہ وہیں ایک گوشے میں دھونی رما کر بیٹھ رہتے ہیں اور محض دھیان کی جوگنیں ہی نہیں بلکہ بعض خطوں کی جوگنیں بھی راگنی بن کر آتی ہیں اور رات بھر احساس کے دُکھتے ہوئے تار چھیڑتی ہیں۔ اللہ سب پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور صبر جمیل کا لامتناہی اجر بھی۔

آپ نے تصور کی پریاں روشنائی کے شیشے میں اُتار دی ہیں۔ کاش حوری بھی آپ کا یہ خط پڑھ سکتی ہر فقرے کے جھونکے سے اُس کی روح اہتزاز کرتی۔ پتہ ہے میں نے کیا دعا کی ہے؟ اگر روحوں کو دلوں میں جھانکنے کی توفیق مل سکتی ہے تو اللہ اس کی روح کو یہ توفیق بخشے کہ اپنے سب پیاروں کے دلوں میں جھانکا کرے۔

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

ستاروں کی طرح چمکے گی وہ تاریخِ عالم میں
رہے گا خوبیوں کا اُس کی چرچا وہ نہیں ہو گی

چلیں گے کام سب لجنہ کے پہلے سے بھی کچھ بہتر
مگر بنیاد میں جس کا لہو تھا وہ نہیں ہو گی

ابھی تکمیل کی راہوں میں تھے کتنے ہی منصوبے
خدا خود کھول دے گا کوئی رستہ وہ نہیں ہو گی

مری آنکھیں چمک اُٹھتی تھیں اُس کو سامنے پا کر
نظر آئے گا ہر مانوس چہرہ۔ وہ نہیں ہو گی

چھوٹی مگر سبق آموز بات

’’السلام علیکم ورحمۃ اللہ‘‘

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ ہر جمعہ کو خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے سے قبل ’’السلام علیکم ورحمۃ اللہ‘‘ کہہ کر حاضرین کو اپنی طرف سے سلامتی بھیجتے اور اللہ کی رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ اور ہم دنیا بھر میں پھیلے احمدی ایم ٹی اے کی برکت سے ہی خلیفۃ المسیح کی طرف سے سلامتی اور رحمت کی دعا سے مستفیض ہوتے ہیں۔

ہم میں سے بعض بڑے اہتمام کے ساتھ خطبہ جمعہ سے قبل صرف خلیفۃ المسیح کی طرف سے سلامتی کی دعا لینے کے لئے ٹی وی کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں۔ پس یہ دوست بہت خوش نصیب ہیں جو آج کی دنیا کے سب سے زیادہ معزز اور مکرم شخص سے سلامتی کی دعا لینے کے لئے اہتمام کرتے ہیں۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو اس مبارک السلام علیکم کا حصہ بننے کے لئے وقت سے قبل خطبہ جمعہ کے لئے ٹی وی کے سامنے آجانا چاہئے۔

(علیم احمد ۔اسلام آباد ٹلفورڈ، برطانیہ)

فقہی کارنر

حضرت مسیح موعودؑ کو خدا کی طرف سے بیعت لینے کا حکم

سوال ہوا۔ کیا آپ دوسرے صوفیاء اور مشائخ کی طرح عام طور پر بیعت لیتے ہیں یا بیعت لینے کے لئے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے۔ فرمایا:

’’ہم تو امرالٰہی سے بیعت کرتے ہیں جیسا کہ ہم اشتہار میں بھی یہ الہام لکھ چکے ہیں کہ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ‘‘

(الحکم 24/ مئی 1901ء صفحہ 8)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ یوکے)

طلوع وغروب آفتاب

22 جنوری 2022ء

مقام	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:41	18:04
مدینہ منورہ	05:45	18:00
قادیان	06:02	17:53
ربوہ	05:42	17:33
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:24	16:36